

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

عقیقہ ذات

حصہ رؤف بٹ

عقیف ذات



از قلم حمنا رؤف بٹ

All Rights Reserved

Copyright: Hamna Rauf Butt (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

ضروری بات

عفیف ذات کے تمام جملہ حقوق لکھاری "حمنہ رؤف بٹ" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کارروائی کی جاسکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔



انتساب

ہر اس ذات کے نام جو عقیف ہے۔

یہ کہانی ہر اس ذات کے لیے ہے جو عقیف ہے۔ اس کے کرداروں میں آپ کو اپنا عکس نظر آئے گا کیونکہ یہ کہانی آپ کی ہی تو ہے۔ یہ کہانی آپ کے لیے ہی تو ہے۔ زندگی کے سیاہ و سفید سے گزرنے والی زخرف زبیر اور سید اصیر ضیدی کے نام۔ آپ کی زندگی کی کہانی میں موجود زخرف زبیر اور سید اصیر ضیدی کے نام۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر: 03

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

گلابی رنگ کی قمیص، ہم رنگ ٹراؤزرز کے ساتھ سفید رنگ کا دوپٹہ گلے میں لئے اس وقت اس کا رخ عابدہ شاہ کے کمرے کی جانب تھا۔ دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر وہ کمرے میں دبے دبے قدموں کے ساتھ داخل ہوئی۔ عابدہ شاہ اس وقت ظہر کی نماز ادا کر رہی تھیں۔ اس لئے وہ نیچے زمین پر ان کے ساتھ ہی نماز کے ختم ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ سلام پھیر کر عابدہ شاہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ آنکھیں بند کر کے وہ دعائنگنے میں مصروف ہو گئیں۔ زخرف آنکھوں کو تین سو ساٹھ کے زاویے پر گھما کر پورے کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ تب ہی اس کی نظر عابدہ شاہ کی پلکوں پر پڑی جو آنکھیں بند ہونے کے باوجود نم تھیں۔ اس نے حیرانی سے عابدہ شاہ کو دیکھا۔ کاش وہ بھی اتنے ہی دل سے کبھی نماز پڑھے۔ اس نے بس سوچا ہی۔ دعائنگنے کے بعد انہوں نے دونوں ہاتھوں کو منہ پر پھیرا اور جائے نماز کو تہہ کر کے کمرے میں موجود لکڑی کی الماری میں رکھا اور بیڈ پر بیٹھ گئیں۔ اس دوران انہوں نے زخرف کو ایک دفعہ بھی نہیں دیکھا۔

"امی آپ ناراض ہیں مجھ سے؟" زخرف نے پریشانی سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

جواب نہ داردا!

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا اماں یار پلیز بتائیں تو سہی ہو کیا ہے؟" اس نے عابدہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور بیڈ پر ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"ہاں ہاں 'یار' کہتے ہیں ماں کو؟ ذرا شرم نہیں آتی تمہیں زخرف!" عابدہ شاہ نے پتے ہوئے کہا 'یار' پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ناں یار اماں اب نہیں کہتی!"۔۔۔۔

"اوہ! مطلب اب میں سچ میں نہیں کہوں گی۔" اس نے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

"چلیں اب بتا بھی دیں آپ! کیا آپ اس بات پر ناراض ہیں کہ میں نے فارن سٹڈیز کے لئے کہا؟ یا اس بات پر کہ میں نے لاء پڑھنے کے لیے کہا؟" عابدہ کا جواب نہ آنے پر اس نے خود ہی بولنا شروع کیا۔

"جب تمہیں معلوم ہے تو مجھ سے کیا پوچھ رہی ہو؟" انہوں خفگی سے کہا۔

"ظاہر ہے مجھے پتہ ہے لیکن یہ تو بتائیں آپشن 'اے' پر ناراض ہیں یا آپشن 'بی' پر؟" اس نے آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے کہا۔

"آپشن 'اے' پر ہم رات کو ہی بات کر چکے ہیں جس کے حساب سے فارن سٹڈیز کا تو سوال ہی پیدا ہی نہیں ہوتا!"

"اچھا تو یہ کہیں کہ آپ کو میرے لاء پڑھنے پر اعتراض ہے!"

زخرف نے بیڈ سے اٹھ کر عابدہ کے گھٹنوں کو نرمی سے پکڑا۔ اب زخرف، عابدہ کے بالکل سامنے نیچے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی ایسے کہ آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کر سکے۔

"اماں کیا آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے؟ آپ نے اور بابا نے کبھی مجھے فورس نہیں کیا۔ میں نے جب میٹرک میں بائیولوجی پڑھنے کا کہا، آپ دونوں نے مجھے پڑھنے دی۔ پھر انٹر میں میرا موڈ کمپیوٹر سائنس پڑھنے کا ہوا تب بھی آپ نے مجھے وہ پڑھنے سے نہیں روکا۔ آپ دونوں نے مجھے کہا تھا میرا فیصلہ آپ دونوں کا فیصلہ ہے۔ لیکن اب اماں! اب آپ مجھے کیوں سپورٹ نہیں کر رہیں؟ کیا وجہ ہے؟ کس چیز کا خوف ہے آپ کو؟ کسی سے ڈسکس کریں گی تو یہی حل نکلے گا!" یہ ساری بات اس نے عابدہ کی آنکھوں میں ڈال کر کہی۔ اب اس نے نظریں جھکا کر عابدہ کا ہاتھ پکڑا اور ان کی ہتھیلی پر اپنی شہادت کی انگلی پھیرنے لگی اور ایک دفعہ پھر بولنا شروع کیا۔

آپ کہتی ہیں تو میں نہیں پڑھوں گی لاء!" دل کو کچھ ہوا تھا یہ کہتے ہوئے لیکن وہ پھر بھی کہہ گئی۔ کمرے میں خاموشی چھا گئی تھوڑی دیر بعد عابدہ شاہ نے بولنا شروع کیا۔

"زخرف تم کتنا جھوٹ بولتی ہو۔ تم جھوٹ بولنے میں جتنی مہارت حاصل کر لو لیکن شاید تم بھول جاتی ہو کہ میں تمہاری ماں ہوں۔" انہوں نے ماں پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"تم میٹرک میں کمپیوٹر سائنس پڑھنا چاہتی تھیں۔ تم نے مجھ سے خود کہا تھا کہ تمہیں بائیولوجی میں کوئی انٹر سٹ نہیں ہے لیکن اس وقت رضیہ بھابی نے مجھ سے کہا کہ کمپیوٹر کا کوئی سکوپ نہیں ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں اسی وقت کمرے میں بلایا جس وقت میری اور زبیر کی اسی موضوع پر بات ہو رہی تھی اور میں جانتی ہوں کہ تم نے ساری باتیں سن لیں تھی اسی لئے تم نے اگلے دن اپنا فیصلہ بدل دیا۔"

یہ بات سن کر زخرف کی زبان جو جیسے قفل لگ گیا پھر نجل سا مسکرائی۔ "لوجی! اماں کو پتہ تھا سب اور تم بڑی دیو داس بن رہی تھیں بی بی کہ اماں کو کچھ پتہ نہیں چلا! ہنسنے لگا! کیا میں واقعی اتنی سستی اداکارہ ہوں؟" وہ دل ہی دل میں روہانسی ہوئی اور عابدہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اسی طرح جب تم نے میٹرک میں ٹاپ کیا اور آگے بائیولوجی پڑھنے کی خواہش ظاہر کی تو مجھ سے رضیہ بھابی نے ایک دفعہ پھر کہا کہ اب بائیو کا کوئی سکوپ نہیں ہے۔ اور تم تو کم عقل ہو میں سمجھ دار ہوں مجھے تمہیں سمجھانا چاہیے۔"

(اللہ پوچھے آپ کو رضیہ تائی)

اس لئے ایک دفعہ پھر میں نے جان کر تم سے اسی وقت چائے لانے کا کہا جب میں اور زبیر بات کر رہے تھے تاکہ تم اپنا فیصلہ ایک دفعہ پھر بدل دو اور تم نے پھر وہی کیا۔۔۔۔۔ تم نے تو پہلی دفعہ اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ تم نے تو ہمیشہ میری خواہش کا احترام کیا ہے مجھے کبھی نہیں جھکنے دیا۔ لیکن میں بھی کیا کرتی بھابھی بڑی تھیں اور میں گھر میں بد مزگی پیدا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ "آنسو لڑیوں کی مانند اب گالوں پر گرنا شروع ہو گئے تھے۔

"تو کیا اس دفعہ بھی آپ کو تائی امی نے کہا ہے کہ میں لاء نہ پڑھوں کیونکہ اس کا سکوپ نہیں ہے؟" اس نے عابدہ شاہ کے گالوں پر گرتے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

عابدہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "اور وہ یہی چاہتی ہیں کہ تم لاء نہ پڑھو وہ مجھے بتا رہی تھیں کہ لاء پڑھنے والی عورتوں کی زبان بہت گندی ہوتی ہے اور یہ کہ لائبرز بہت جھوٹ بولتے ہیں اور یہ بھی کہ ان کی اتنی دشمنیاں ہوتی ہیں کہ ہر وقت ان کی جان کو خطرہ رہتا ہے۔"

"اف اللہ اماں آپ کتنی بھولی ہیں یا مطلب کہ اس دور میں بھی کوئی ایسا ہو سکتا ہے اور میں سوچتی ہوں تائی امی کو بھی کوئی ان ہی کے جیسے پٹھی نصیحتیں کرنے والا ملنا چاہئے!" اس نے منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے کہا اس کو کیا معلوم تھا کہ رضیہ کے پاس اس سے زیادہ پٹھی متیں دینے والا انسان موجود ہے۔

"بیٹا ایسے نہیں کہتے تائی ہیں وہ تمہاری!" عابدہ نے نرمی سے کہا۔

"اوہو اماں یہ سب باتیں میں ان کو دن میں ہزار دفعہ بولتی ہوں اور وہ مجھے ہزار دفعہ ہی میری زبان کی طوالت پر لیکچرز دیتی ہیں۔ آپ کو پتہ بھی ہے کہ رات سے میں کتنی ٹینس تھی کہ آپ سے کیسے بات کروں اور آپ کو کیسے کنوینس کروں۔ آپ کو یاد ہے میں نے اور آپ نے لاسٹ ٹائم ایک ڈرامہ دیکھا تھا جس کی آخری قسط میں ہیرو کو پھانسی ہو جاتی ہے۔ میں اور آپ کتنا روئے تھے یاد ہے آپ کو؟ وہ قسط میں رات سے اب تک کوئی پچیس دفعہ دیکھ چکی ہوں۔" اس نے بیزاری سے گہری سانس لی اور ماتھے پر ہاتھ رکھا۔

"کیوں؟" ع

"تاکہ مجھے آپ سے بات کرتے ہوئے اگر دو آنسو نکالنے پڑیں تو میں وہ سین یاد کر کے نکال لوں۔ خواہ مخواہ ساری رات برباد گئی میری۔ ہنہ! اور رہی بات وہ کیا کہا ہے آپ نے کہ لائبرز کیا ہوتے ہیں؟" اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جھوٹے۔۔۔ گندی زبان والے۔۔۔ اور یہ کہ ان کی جان کو خطرہ رہتا ہے ہر وقت۔۔۔ یہی ناں؟" اس نے انگلیوں پر گنتے ہوئے رک رک کر اپنی ہی بات کی تصحیح چاہی۔

عابدہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اماں آپ کو پتہ ہے یہ کون سی صدی ہے؟"

"اکیسویں صدی!" عابدہ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"ایکزیکی! اکیسویں صدی کی لڑکی ہوں میں اور میں کون سا کوئی بہت سچی ہوں ابھی آپ نے ہی تو کہا ہے کہ میں کتنی جھوٹی ہوں! تو ظاہر ہے اماں یہ کام میری لئے نیا نہیں ہے چھوٹے موٹے جھوٹوں کا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ یہ ہو گیا پہلا مسئلہ حل!" اس نے ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے کہا۔

"اب بات کرتے ہیں ہم گندی زبان کی! جیسا کہ ابھی آپ نے مجھے کہا کہ یہ اکیسویں صدی ہے تو آپ کو کیا لگتا ہے اس صدی کی عورتیں ہاتھوں میں فیڈرز اور منہ میں ایلفی ڈال کر گھومتی ہیں؟ اوہ پلیز اماں!" اس نے ہاتھ جھلائے اور کہا۔

"مرد تو ویسے ہی بدنام ہیں اور آپ لائبرز کو تو رہنے ہی دیں! میری اپنی کلاس کی لڑکیاں ایسی ایسی گالیاں دیتی تھیں کہ سننے والا واقعی کانوں کو ہاتھ لگائے بغیر نہیں رہ سکتا! آپ کو کیا لگتا ہے میں لڑکی ہوں تو مجھے کوئی گالی نہیں آتی ہوگی؟ مجھے دنیا میں جو گالیاں نہیں بھی آئیں وہ بھی آتی ہیں لیکن یہ ایک انتہائی چیپ اور گھٹیا حرکت ہے۔ گالیاں دینا بالکل کول نہیں ہے لوگوں کو لگتا ہے جیسے وہ گالیاں دے کر بہت کول لگ رہے ہیں بٹ سیلیومی اماں یہ انتہا کی کوئی تھرڈ کلاس حرکت ہے اور یہ شاید ان چند گناہوں میں سے ہیں جن کو میں واقعی ناپسند اور اگور کرتی ہوں۔ میری زبان واقعی بہت لمبی ہے آئی نو! آئی نو! بٹ میں نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی۔ میں منہ سے آگ نکالنا پسند کر سکتی ہوں لیکن گالی نہیں!"

"Abusing is not cool at all Amma!"

اس نے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

اور تیسرا کیا تھا میرا مرنا وغیرہ ایسا ہی تھا کچھ؟

ابھی مجھے تقریباً پانچ سال لگیں گے اس کے بعد کہیں جا کر پریکٹس شروع ہوگی پھر پانچ سال بعد دشمن بنیں گے تو ابھی دشمنوں کے آنے میں وقت ہے۔ اور آپ ہی تو کہتی ہیں کہ زندگی، موت، عزت، ذلت یہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی آپ فکر نہ کریں۔ ہر چیز کو حواہی بنا دیا ہے تائی امی نے! خیر اب آپ مجھے بتائیں پڑھ لوں میں لاء؟" اس نے منہ پر دنیا جہان کی مظلومیت لاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں پڑھ لو۔" عابدہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اس بات پر حیران تھیں کہ ان کی بیٹی واقعی اتنی بڑی ہو گئی ہے۔ زخرف نے سکون کا سانس باہر خارج کیا۔

"اور باہر بھی پڑھ سکتی ہوں؟" اس نے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! تم باہر نہیں پاکستان میں ہی کوئی یونیورسٹی دیکھ لو بیٹا اتنا دور جا کر کیا کرو گی؟" ان کے لہجے میں فکر مندی تھی۔ "اُمم۔۔۔۔۔ چلیں کیا یاد کریں گی پاکستان میں ہی کوئی یونیورسٹی دیکھ لیتی ہوں۔ اور اماں آپ کے پاس میرے جیسی اتنی خوبصورت اور انٹیلیجنٹ اولاد ہے آپ کو چاہیے کہ مجھ سے سارے مشورے لیا کریں اس طرح تائی امی کے ہاتھ میں اپنا ریموٹ دیں گی تو پھر آپ کو اپنے فیصلوں پر اسی طرح ہی گلٹ ہوگا۔" عابدہ نے حیرت سے زخرف کو دیکھا۔

"ہاں ہاں زیادہ حیران نہ ہوں آپ دعا مانگتے ہوئے رو رہی تھیں اور اتنا تو پتہ ہی ہے مجھے اللہ کے سامنے لوگ تب ہی روتے ہیں جب وہ گلٹی ہوں اپنے کیے پر۔"

اس لئے میری پیاری اماں ہمارے اور اپنے لئے فیصلے خود لینا سیکھیں۔ چلیں اب میں جا رہی ہوں اس وائی فائی کو تو بتاؤں جا کر کہ آپ نے اجازت دے دی ہے صبح سے مجھے تنگ کر رہا تھا۔" یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔

عابدہ نے اس کو جاتے ہوئے دیکھا اور سوچا کہ جس اولاد کو انہوں نے انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا تھا وہ اولاد آج چند منٹوں میں بہت کچھ سکھا گئی تھی۔ زخرف عابدہ کے کمرے سے نکل کر سیدھا کیف کے کمرے میں گئی تھی لیکن جب وہ کمرے میں نہیں ملا تو نیچے آگئی اب وہ تقریباً آدھے گھنٹے سے کچن کی شلف پر بیٹھی خدیجہ سے باتیں کر رہی تھی اور خدیجہ ہمیشہ کی طرح اس کی باتوں سے محظوظ ہو رہی تھیں۔

"پھوپھو، اماں مان گئیں مجھے تو اب تک یقین نہیں آرہا۔ اب رات کو بیٹھ کر یونیورسٹیز کو شارٹ لسٹ کروں گی۔ ان باتوں کو چھوڑیں یہ بتائیں کیا بنا رہی ہیں؟"

"بریانی!" خدیجہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اسی وقت کیف کی کچن میں اینٹری ہوئی۔

"اوہ بریانی بن رہی ہے پھر تو یہ چڑیل ہی کھا جائے گی ساری! ہنسنہ" کیف نے منہ چڑھاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری ٹیونگ ہونے والی ہے وائی فائی!"

"اچھا پھوپھو! آپ کو چڑیل پر کوئی شعر آتا ہے؟" کیف نے اپنی ہنسی دباتے ہوئے کہا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہیں کیف مجھے چڑیل پر کوئی شعر نہیں آتا بیٹا!" خدیجہ نے ایک دفعہ پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے پھوپھو! آپ نے آج تک کیا کوئی شاعری پڑھی ہو گی جوڑکوں اور رکشوں کے پیچھے لکھی ہوتی ہے! یاد ہے کیف جب ہم لاسٹ ٹائم باہر گئے تھے تمہاری گدھا گاڑی پر۔ (گدھا گاڑی کیف کی لیسٹ ماڈل ہیوی بائیک کا نام ہے جس سے کیف کو بہت محبت ہے۔ اور آئے دن وہ اس میں کوئی نا کوئی موڈیفیکیشن کرواتا رہتا ہے)

"وہ گدھا گاڑی نہیں ہے وہ میری پہلی اولاد ہے اور اس کا نام 'لکی' ہے۔ تم تمیز سے نام لیا کرو میری لکی کا! سمجھ آئی؟" اس نے ایک ایک لفظ کو چباتے ہوئے کہا۔

"وہی وہی اور ہے تو وہ گدھا گاڑی ہی ناں کس قدر بھدی آواز ہے اس کی توبہ کانوں کے پردے پھاڑ دیتی ہے۔ خیر تمہیں وہ شعر یاد ہے۔۔۔۔۔ بلکہ تم مجھے وہ ٹیبل سے فون پکڑاؤ میں نے پکچر لی تھی اس کی۔" اس نے ڈانٹنگ ٹیبل پر پڑے فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟ میں کیوں دوں تمہاری ٹانگیں سلامت ہیں خود لو!"

"ہاں میری ٹانگیں سلامت ہیں لیکن اگر تم دے دو گے تو تمہیں موت نہیں آجائے گی۔" زخرف نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں کتنا لڑتے ہو پکڑو زخرف اپنا فون!" خدیجہ نے بیزاری سے زخرف کو فون پکڑاتے ہوئے کہا۔ زخرف فون میں وہ پکچر ڈھونڈنے لگی اور جب اس کو مل گئی تو وہ شلف سے اتر کر فرش پر کھڑی ہو گئی۔

"اچھا جی تو عرض کیا ہے!!" اس نے بائیں ہاتھ میں فون پکڑا ہوا تھا اور اب وہ دایاں ہاتھ ہلا کر کہہ رہی تھی۔

"ارشاد! ارشاد!" اب کہ کچن میں ذوہان نے آتے ہوئے کہا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیف تمہاری زبان میں چھالے نکل گئے ہیں؟ تم بھی کہو ارشاد! اس طرح شعر کو سنانے کا مزہ نہیں آتا بھی۔"

"اچھا ارشاد! اب بول بھی چکو!"

"آیا تھا امتحان میں مضمون بے وفا کا۔۔۔۔۔"

اب کہ وہ رک کی اور پھر اونچی آواز میں بولا۔

"آیا تھا امتحان میں مضمون بے وفا کا

وضاحت جو تیری کی ہم ٹاپ کر گئے"

کچن میں چھت پھاڑ دینے والا قہقہہ گونجا۔ کیف اور زخرف ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار مار کر ہنس رہے تھے۔۔۔۔۔ کون سی لڑائی؟ کیا کوئی لڑائی ہوئی تھی؟ وہ دونوں بھول گئے تھے۔

"اور زخرف وہ بھی تو تھا۔۔۔ کیا تھا؟؟" اس نے کچھ سوچتے ہوئے اپنا سر کھجایا۔

"ہاں یاد آگیا۔" اس نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔

"نیب۔۔۔" اس نے کچھ کہنے کیلئے لب کھولے کہ زخرف نے اس کے بازو پر چپت لگاتے ہوئے کہا۔

"کیف! عرض کیا ہے تو بول دو۔ کہا تو ہے تمہیں کہ پھر وہ وائب نہیں آتی ناں۔" اس نے پر جوش سے لہجے میں کہا۔

کیف نے ایک نظر اس پر ڈالی جیسے کہنا چاہ رہا ہو۔ تمہارے تو خمرے ہی دکھ رہے ہیں!"

"عرض کیا ہے!" کیف نے کلا کھنگالتے ہوئے کہا۔

"ارشاد! ارشاد!" ذوہان اور زخرف نے ایک ساتھ مسکراتے ہوئے کہا۔ خدیجہ اب بریانی کو دم دے کر سلا دکیلئے سبزیاں کاٹ رہی تھیں اور مسلسل مسکرا رہی تھیں۔

"نیب نے مجھے طلب کیا"

"کیا بات ہے! کیا بات ہے!" زخرف نے داد دیتے ہوئے کہا۔ کیف نے سر کو خم دیتے ہوئے داد وصول کی اور کہنا شروع کیا۔



"نیب نے مجھے طلب کیا"

میرے اثاثوں میں صرف تم نکلے" BEING THE STRING OF YOUR KITE

"واہ! واہ! واہ!۔۔۔ ہیش ٹیگ دل ٹوٹس!!!!" زخرف نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور ایک دفعہ پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنسنے لگے۔

"Too much absurd!"

ذوہان نے جیسے تبصرہ دیتے ہوئے کہا جبکہ وہ خود بھی ہنس رہا تھا۔

"ہاں ویسے چڑیل! اس فضول سے شعر پر ہنسنا بنتا نہیں تھا۔" اور وہ یہ کہہ کر ایک دفعہ پھر ہنس دیا۔

"اب بتائیں پھوپھو ٹرک اور رکشوں پر لکھے شعر زیادہ اچھے ہیں یا آپ کی بکس والے؟" زخرف نے چیخ دینے والے انداز میں کہا۔

"ظاہر ہے میری کمرے میں پڑی بکس والے! اور اب بس یہ ہنسنا بند کرو کھانا ریڈی ہو گیا ہے۔ زخرف تم میرے ساتھ ڈائننگ سیٹ کرواؤ اور کیف تم سب کو کہہ دو کہ کھانا ریڈی ہے آجائیں۔" خدیجہ نے دیگچی پر سے ڈھکن اٹھایا تو دھوئیں کے مرغولے ایک دم باہر آئے جیسے دیگچی کے بند ڈھکن سے ان کا دم گھٹ رہا ہو اور سارے کچن میں بریانی کی اشتہا انگیز خوشبو پھیل گئی۔ زخرف اور کیف نے وہ خوشبو اپنے اندر اتاری اور 'اوکے' کہہ کر اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

کچن کی دیواروں نے فوراً سے ہر منظر کو خود میں قید کر لیا۔ ابھی وہ وقت آنا تھا جب اس منظر کو کسی نے حسرت سے یاد کرنا تھا۔ وہ کسی نے کہا ہے نا کہ غموں کے درمیان آنے والے وقفے کا نام ہی تو خوشی ہے۔ بس یہ وقفہ بہت جلد ختم ہونے کو تھا لیکن کب؟

کھانا کھانے کے بعد زخرف اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ پر یونیورسٹیز کی ایک لسٹ بنا رہی تھی اور کیف اپنا فون استعمال کر رہا تھا۔

"زخرف!" کیف نے زخرف کو مخاطب کیا۔

"ہاں بولو!" زخرف نے لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظریں مرکوز کئے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔

"تائی امی نے تمہیں کوئی انعام دیا؟"

"کس خوشی میں؟"

"تمہارا زلٹ اتنا اچھا آیا ہے۔ ظاہر ہے اسی خوشی میں!" کیف نے جیسے وضاحت دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ابھی تک تو نہیں دیا لیکن تم دیکھنا آج، کل یا شاید ابھی وہ مجھے ضرور کچھ دیں گی!" زخرف نے سہولت سے کہا۔

"اور تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو؟" کیف نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیونکہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ جب بھی میرا زلٹ آتا ہے وہ کبھی مجھے فوراً مبارکباد نہیں دیتیں۔ ایک یا دو دن بعد گولڈ یا ڈائمنڈ کی کوئی چیز وہ مجھے لا کر دے دیتی ہیں اور ابھی بھی ایسا ہی ہو گا تم دیکھنا۔" وہ وقفے وقفے سے لیپ ٹاپ

سے کچھ دیکھ کر اپنے ساتھ پڑے نوٹ پیڈ پر لکھتی ہوئی کہہ رہی تھی۔

"کیا مطلب؟" کیف نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ اب وہ آئیں گی اور ساتھ تایا ابو بھی ہوں گے۔ تائی امی کے چہرے پر دنیا جہان کی بیزاریت ہو گی جیسے

یہ کام ان کی کنپٹی پر بندوق رکھ کر کروایا جا رہا ہو اور پھر وہ اپنی مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ مجھے مبارکباد دیں گی اور

پھر کوئی 'مہنگا' ستحفہ میرے ہاتھ میں تھا کر مجھے ایک دو دعائیں دیں گی اور چلی جائیں گی اور ان کے میرے پاس آنے

سے لے کر مجھے دعائیں دینے تک کا سارا سین 'اسکرپٹڈ' ہوتا ہے اور اسکرپٹ رائٹر تایا ابو ہوتے ہیں۔" اس نے ایک

لمحے کیلئے وقفہ لیا اور پھر کہنا شروع کیا۔

"بیٹا ہم آجائیں؟" اور نگزیب نے

نرمی سے مسکراتے ہوئے پوچھا ان کے ساتھ رضیہ بھی اپنی مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ دروازے پر کھڑی تھی۔ سیاہ ساڑھی پر شارٹ بلاؤز جس میں سے ذرا سا پیٹ نظر آرہا تھا، ہونٹوں پر سرخ لپ اسٹک، ناک اور گالوں کو ہائی لائٹر سے چمکایا گیا تھا، بالوں کا جوڑا بنائے، کانوں میں ہیرے کے ٹاپس پہنے، بالوں کو سیدھا کر کے کندھوں پر گرائے اور ہاتھوں میں سبز ہیرے کی خوبصورت انگوٹھی پہنے وہ کہیں جانے کیلئے بالکل تیار لگ رہی تھیں۔

"اوہو بتایا ابو! کیا آپ کو بھی کسی اجازت کی ضرورت ہے؟" زخرف نے خفگی سے کہا۔

"یہ لوز خرف! مبارک ہو تمہیں۔ اللہ تمہیں مزید کامیاب کرے۔" رضیہ نے ہاتھ میں چھانچ لپی اور تقریباً تین انچ

BEING THE STRING OF YOUR KITE

چوڑی سیاہ ڈلی زخرف کے ہاتھ میں تھمائی۔

"تھینک یو تائی امی اینڈ تایا ابو لیکن اس کی بالکل ضرورت نہیں تھی۔" اسکرپٹڈ سطور 'جو وہ ہمیشہ مسکراتے ہوئے بولتی تھی۔

"اچھا اب ان باتوں کو چھوڑ مجھے اور تمہاری تائی امی کو کسی فکشن پر جانا ہے۔ رضیہ نے کافی وقت سے تمہارے لئے یہ بریسلٹ لے کر رکھا تھا سو چاب دے دیں۔ چلو بیٹا اب ہم چلتے ہیں۔"

"تھینک یو سوچ تائی امی! یہ واقعی بہت خوبصورت ہے۔" اس نے ڈبہ کھولا اور بریسلٹ کو کلائی میں پہنتے ہوئے کہا۔
سونے کا سادہ مگر نفیس بریسلٹ جس میں فاصلے سے چھوٹے چھوٹے ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ وہ واقعی بہت
خوبصورت تھا۔

"یو آر موسٹ ویلکم زخرف!" مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ ایک دفعہ پھر جواب دیا گیا۔

اور پھر رضیہ اور اورنگزیب کمرے سے باہر چلے گئے۔

جب وہ کمرے سے چلی گئیں تو زخرف نے کیف کو دیکھا جیسے کہنا چاہ رہی ہو 'دیکھا میں نے کیا کہا تھا!'۔ اور پھر کہنا
شروع کیا۔

"مجھے 'مہنگے' تحفے نہیں بلکہ 'قیمتی' تحفے پسند ہیں۔ تایا ابو ہمیشہ مجھے کچھ پیسے دیتے ہیں اور وہ بھی بہت زیادہ نہیں ہوتے
لیکن تمہیں معلوم ہے وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

زخرف نے کیف کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"کیوں؟" کیف نے اپنے منہ سے یہ الفاظ نکلتے سنے۔

"کیونکہ ان کو پتہ ہے کیف کہ مہنگے تحفے تو مجھے ہر کوئی دیتا ہے اس لیے وہ مجھے ہمیشہ قیمتی تحفے دیتے ہیں اور اس قیمتی تحفے
میں صرف وہ چند نوٹ نہیں ہوتے بلکہ ان میں دنیا جہان کی محبت، خلوص اور پیار ہوتا ہے اور وہ محبت، خلوص اور پیار
مجھے کبھی 'مہنگے' تحفوں میں کم ہی دکھا ہے!" یہ کہہ کر وہ واپس لیپ ٹاپ میں سے نوٹ بیڈ پر کچھ نوٹ کرنے لگی اور
کیف خاموشی سے اپنے فون پر اسکراننگ کرتا رہا۔

"اپنی دولت کو اپنی 'بھتیجی' کے علاوہ بھی کسی پر خرچ کر دیا کرو! کبھی میری 'بھانجی' کو تو کچھ نہیں دیا اور کیا ضرورت تھی اتنا مہنگا بریسلٹ دینے کی؟" گاڑی میں بیٹھتے ہی رضیہ نے ناگواری سے کہا۔

"وہ میری بھتیجی ہے میں اس کو جو مرضی دوں تم اپنے کام سے کام رکھا کرو اور رہی بات تمہاری بھانجی کی، تو یہ مت بھولو کہ میں پانچ سال کیلئے اس کو 'ایم بی بی ایس' کیلئے باہر بھیج رہا ہوں اور کیا یہ بات مجھے 'تمہیں' بتانے کی ضرورت ہے کہ تمہاری بھانجی جو چند ماہ بعد باہر پڑھنے جا رہی ہے۔ اس کے اگلے پانچ سال کے اخراجات اٹھانے کی ذمہ داری میں نے لی ہے۔ پتہ ہے کتنی سفارشیں لگوانی پڑی ہیں؟ تین مضامین میں فیل ہوتے ہوتے بچی ہے تمہاری بھانجی! اس لئے یہ باتیں تمہارے منہ سے اچھی نہیں لگتیں رضیہ بیگم کہ میں نے تمہاری بھانجی کیلئے کچھ نہیں کیا۔" اور نگزیب نے تاؤ کھاتے ہوئے کہا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

رضیہ نے کوئی جواب نہ دینے میں ہی عافیت جانی۔

لیکن دل میں حسد کی آگ ایک دفعہ پھر جلی تھی بلکہ جلنی کیا تھی وہ تو کبھی بجھی ہی نہیں تھی۔ کیا حسد کی آگ بھی کبھی بجھی ہے؟

وہ سیاہ جینز پر سیاہ پوری آستینوں والی شرٹ اور اوپر سرمئی رنگ کا کوٹ پہنے ہوئے کہیں جانے کے لئے بالکل تیار تھا۔ اپنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے، اپنے کلائی میں گھڑی اور بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں پلیٹنم کی انگوٹھی پہنے وہ اب آئینے میں اپنا جائزہ لیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"آج تو میں کچھ زیادہ ہی ہینڈ سم لگ رہا ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے خود پر تبصرہ کیا۔ آج وہ واقعی خوبصورت لگ رہا تھا۔ بلکہ خوبصورتی کا شاہکار لگ رہا تھا۔

وہ اس وقت اپنی گاڑی کی جانب جا رہا تھا کہ سامنے سے آتے داؤد کو دیکھ کر رک گیا۔

"آج کہاں بجلیاں گرانے کی تیاری ہیں؟ مسٹر اصیر ضیدی!" داؤد نے شوخ لہجے میں پوچھا۔

اس نے سفید رنگ کا ٹریک سوٹ پہنا ہوا تھا۔ سردیوں میں وہ عموماً ٹریک سوٹ میں ہی نظر آتا تھا۔

"ماشاء اللہ بولیں داؤد ضیدی!" اصیر نے داؤد کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"ماشاء اللہ ماشاء اللہ!۔۔۔۔ کہاں جا رہے ہیں؟"

"کہاں سے آرہے ہو؟" اصیر نے جواب دینے کی بجائے فوراً سوال کیا۔

"میں آوارہ گردی کر کے آرہا ہوں۔ دوستوں نے زلٹ کی ٹریٹ مانگی تھی بس وہی دے کر آرہا ہوں۔" داؤد نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

"ہممم! میری ایک کلائنٹ کے ساتھ میٹنگ ہے۔ میں بس وہیں جا رہا تھا۔" اصیر نے عام سے انداز میں کہا۔

"لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ کی ریموٹ جاب ہے۔ (یعنی ہوم بیسڈ جاب)" داؤد نے کچھ الجھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہے تو میری ریموٹ جاب ہی لیکن جو کمپنی مجھے آرڈرز دیتی ہے اس کے مینجر نے دراصل اسلام آباد آنا تھا۔ تو وہ چاہ رہے تھے کہ ایک دفعہ آمنے سامنے بیٹھ کر بات ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ چلو مجھے دیر ہو رہی ہے۔ ملتے ہیں پھر اللہ حافظ!" اس نے اپنی کلائی میں پہنی ریسٹ وائچ کو مصروفیت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بیسٹ آف لک۔۔۔ اللہ حافظ!" داؤد یہ کہہ کر اندر چلا گیا۔ اصیر گاڑی میں بیٹھا تو اس کو یاد آیا کہ اس کا فون کمرے میں ہی رہ گیا ہے۔ وہ ایک دفعہ پھر گاڑی سے نکلا اور کمرے میں فون لینے کے لئے جا ہی رہا تھا کہ رخسانہ کے کمرے سے آتی آواز پر رکا۔ کافی دیر تک وہ کھڑا کمرے میں موجود نفوس کی باتیں سنتا رہا۔ تھوڑی دیر تک وہ حیرانی سے باتیں سنتا رہا اور پھر خود کو کمپوز کر کے کمرے میں چلا گیا۔ کمرے میں پہنچ کر اس کو فون پر ایک پیغام موصول ہوا۔

"Sorry Aseer! I can't come today. We'll schedule a meeting next month!"

اصر نے 'او کے' کا میسج لکھ کر بھیج دیا۔ اس وقت جو اس نے سنا تھا وہ اس کے لیے کسی میٹنگ کے کینسل ہونے سے زیادہ حیران کن تھا۔ فالحال اس نے اپنے دماغ میں آنے والے سوالوں کو جھٹک کر اپنے کمرے سے فون اٹھایا اور لانگ ڈرائیو پر نکل گیا۔

یہ عابدہ شاہ سے بات کرنے کے ایک ماہ بعد کی بات ہے۔ آج اس کی دوست کی شادی تھی اس لئے وہ اس وقت وہاں جانے کی تیاریوں میں مصروف تھی۔ اس ایک مہینے میں اس کی مصروفیات کچھ یوں تھیں کہ صبح سے دوپہر تک وہ یونیورسٹی کی انٹرنس ٹیسٹ کی کلاس لینے جاتی تھی۔ وہاں سے آکر دو گھنٹے کیلئے سوتی تھی۔ پھر اٹھ کر کھانا کھا کر شام تک اپنی پسند کے ڈرامے دیکھتی، اپنے چہرے کو دیسی ٹوٹکوں کی زینت بناتی یا تھوڑا بہت پڑھ لیتی تھی۔

"بیچ رنگ کی فراک جس پر ستاروں کا ہلکا سا کام ہوا تھا کے ساتھ ہم رنگ چوڑی دار پا جامہ پہنے ہوئے، چہرے پر ہلکا پنک میک اپ اور بالوں میں نیچے سے لوز کرلز ڈالے، ہاتھوں میں سلور رنگ کی کانچ کی چوڑیاں اور کانوں میں پرل ٹاپس پہنے وہ اس وقت اپنی آنکھوں پر مسکارہ لگانے میں مصروف تھی۔ اس کی پلکیں اتنی گھنی تھیں کہ اس کو آئی لیشز کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ تقریباً ایک گھنٹہ لگا کر تیار ہونے کے بعد اب وہ مطمئن سی خود کو آئینے کے سامنے کھڑی دیکھ رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ کیف کو صلو اتیں سنار ہی تھی۔

"کیف تم ابھی تک تیار نہیں ہوئے؟؟ مجھے دیکھو دس منٹ میں تیار ہو گئی ہوں۔" توبہ کتنی جھوٹی ہے یہ لڑکی کمرے میں موجود ہر چیز نے چیخ چیخ کر یہ کہنا چاہا لیکن وہ بیچاری بے جان چیزیں یونہی اپنی جگہوں پر کمرے کی مالکن کی وفادار بن کر بے حرکت پڑی رہیں۔

"پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے تم نے مجھ سے کہا ہوا ہے کہ تم بس پندرہ منٹ میں تیار ہو رہی ہو اور میں کوئی چار بار نہا چکا ہوں۔ تمہیں پتہ ہے کہ جب ہم نے کہیں جانا ہوتا ہے میں ہمیشہ پندرہ منٹ پہلے ہی نہاتا ہوں تاکہ فریش لک آئے۔ لیکن یہاں تو تمہارے آخری ٹیچ ہی ختم نہیں ہو رہے۔ کیا فائدہ پیٹ کی بالٹی میں اپنا منہ مارنے کا! شکل تو تمہاری پھر بھی ویسی ہی ہے۔" کیف کے گال غصے کی وجہ سے سرخ ہو رہے تھے کیونکہ وہ حقیقت میں پانچویں دفعہ نہا کر آیا تھا اور اب وہ بالکل تیار لگ رہا تھا۔ بلیک ڈریس پیٹ پر سفید شرٹ اور بلیک ہی کوٹ پہنے۔ عام دنوں کی نسبت کافی وہ اچھا لگ رہا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم نے۔۔۔ تم نے میرے اتنے مہنگے میک اپ کو پیٹ کی بالٹی کہا؟ اگر میری شکل ویسی ہے تو تم کون سا آسمان سے اترے ہوئے کوئی شہزادے لگ رہے ہو اور یہ جو تم اتنا بن سنور کر جا رہے ہونا، وہاں کی ماسی بھی تمہیں لفٹ کروا دے تو میرا نام بدل دینا!" زخرف پھنکارتے ہوئے بولی۔

"ہاں ہاں میں کسی کے لئے تیار ہوا بھی نہیں ہوں۔ میں خود کے لئے ہی تیار ہوا ہوں اور ویسے بھی 'نٹس' نے مجھے آج یہ مشورہ دیا تھا کہ میں یہ ڈریسنگ کروں۔ اور دیکھو ذرا میں آج کچھ زیادہ ہی حسین لگ رہا ہوں۔" اس نے آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا اس کو بتادوں کہ 'نٹس' کون ہے؟" زخرف نے دل ہی دل میں خود سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں زخرف! ابھی نہیں پھر کبھی بتانا!" اور دل ہی دل میں خود کو جواب بھی دیا۔

"چلو اب آ جاؤ میں نیچے تمہارا انتظار کر رہا ہوں!" کیف نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

اس وقت ڈرائیونگ سیٹ پر ذوہان، اس کے ساتھ والی سیٹ پر کیف اور پیچھے زخرف بیٹھی ہوئی کیف کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی ایسے جیسے کہنا چاہتی ہو "ان کا لانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"اب مجھے ایسے کیا دیکھ رہی ہو ظاہر ہے تم نے تو وہاں اپنی دوست کو دیکھ کر مجھے اپنا بھائی ماننے سے بھی انکار کر دینا ہے مجھے کمپنی کیلئے کوئی تو چاہئے تھا اسی لئے صبح میں نے ذوہان بھائی کو کہا تھا کہ وہ میرے ساتھ چلیں۔" کیف نے اس کو وضاحت دینے والے انداز میں کہا اور فون پر نٹس سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"تم مفر ٹیل ہو یا نہ ہو میں اس وقت تم لوگوں کو اکیلے تو ہر گز نہیں جانے دیتا اور چچی نے بھی مجھ سے صبح کہا تھا کہ میں چلا جاؤں تم دونوں کے ساتھ!" ذوہان نے سنجیدہ لہجے میں کہا زخرف نے آگے سے کوئی جواب نہیں دیا۔ شادی ہال میں پہنچ کر وہ اپنی دوست کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہو گئی۔

"تم تو بہت ہی پیاری لگ رہی ہو نمبرہ!"

"تھینک یوز زخرف!" نمبرہ نے شرماتے ہوئے بس اتنا ہی کہا۔

"اتنی جلدی شادی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور مجھے یہ بتاؤ کہ آگے سٹڈیز کو کنٹینیور کھوگی؟" اس نے جیسے تجسس سے سوال کیا۔

"نہیں نہیں 'انہوں' نے کہا ہے کہ میری مرضی ہے اگر میں کنٹینیو کرنا چاہوں۔ لیکن میں نے 'ان' کو کہہ دیا ہے کہ مجھے تو بھی پڑھائی کا بہت شوق ہے میں آگے ضرور پڑھوں گی۔" اس نے 'ان' اور 'انہوں' پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"پڑھائی کا شوق؟ اگر پڑھائی کا شوق ہے تو پھر میتھس اور فزکس میں سیلی کس کی آئی ہے؟" زخرف نے بس دل میں ہی سوچا۔ وہ نمبرہ کے منہ پر بھی یہ بات کہہ سکتی تھی لیکن ابھی موقع نہیں تھا۔

"یہ 'انہوں' اور 'ان' کون ہے؟ تمہاری ساس؟" زخرف نے نا سمجھی سے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے سوال کیا۔

"او نہوں!" اس نے دائیں بائیں نفی میں سر ہلایا اور کہا۔

"اپنے شوہر کی بات کر رہی ہوں اور ویسے بھی عزت سے بات کرنی چاہیے ناں"

"تو تمہارے 'ان' اور 'انہوں' کا کوئی نام نہیں ہے؟ ساری زندگی یہی کہو گی؟" زخرف نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"حیدر نام ہے 'ان' کا۔ لیکن یوں نام لوں گی ایسے اچھا تھوڑی لگے گا۔" اس نے جھجکتے ہوئے کہا جیسے شوہر کا نام لینا ہی گناہ ہو۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہمم! تمہارا شوہر ہے جو مرضی کہو! خیر اس کو چھوڑو ایک دفعہ پھر شادی مبارک اور تم بہت پیاری لگ رہی ہو یار ماشاء اللہ! اللہ تمہیں اور تمہارے 'انہوں' کو خوش رکھے! کافی دیر ہو گئی ہے یار اگر اب بھی نہ گئی تو اماں نے گھر میں گھسنے نہیں دینا، اللہ حافظ!" اس نے جلدی جلدی اپنا پرس اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر وہاں سے اٹھ گئی۔

"اللہ حافظ!" زخرف کے جانے کے آدھے گھنٹے تک وہاں بیٹھی اس کی دوستیں اس ہی پر تبصرے کرتی رہیں۔

"دیکھا تھا تم نے کیسے تیار ہو کر آئی ہوئی تھی؟ اس کا ڈریس برینڈ نہیں لگ رہا تھا؟ میک اپ کچھ زیادہ ہی اوور ہو گیا تھا!

کیا تھا کہ یہ نہ ہی آتی! اس کا بریسلٹ دیکھا تھا؟ کیسے اولڈ فیشنڈ چوڑیاں پہنی ہوئی تھیں اس نے، اور وہ اس کا کزن کتنا

ہینڈ سم ہے یار، مجھے تو کوئی چکر لگتا ہے ان کا!!" اور ناجانے اس طرح کے کئی تبصرے جو اس کے جانے کے بعد ان کی گفتگو کا موضوع تھے۔ کتنی اہم تھی 'وہ' جو محفل سے چلے جانے کے بعد بھی موضوع گفتگو تھی۔ وہ واقعی اہم تھی۔

اگر آپ کے کسی محفل سے جانے کے بعد بھی لوگ آپ کے بارے میں ہی باتیں کریں وہ باتیں اچھی ہوں یا بری تو یہ جان لیں کہ آپ واقعی قابل ذکر ہیں۔

ذوہان اس وقت گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا، زخرف اپنے فون پر تصاویر دیکھ رہی تھی کہ اس کی نظر کیف پر پڑی جو بظاہر الجھا ہوا لگ رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے وائی فائی؟" زخرف نے ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا۔

"زخرف یہ تو تمہاری وہ دوست نہیں تھی جس کو ہم نے اس دن امپوریم مال میں دیکھا تھا؟" زخرف کو اب ساری بات سمجھ آئی تھی۔ اس نے فون کو سائڈ پر رکھا اور کہا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہیں تمہارا دماغ خراب ہے؟ یہ وہ لڑکی نہیں ہے۔" اس نے سہولت سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

"نہیں! نہیں! نہیں!" کیف نے مسلسل نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ذوہان سنجیدہ سا ڈرائیو کر رہا تھا البتہ کان یہیں لگے تھے۔

"یہ وہی لڑکی ہے جو اس دن ہمیں مال میں ملی تھی لیکن اس دن تو وہ کسی اور لڑکے کے ساتھ تھی اور اس نے تمہیں اس وقت کیا نام بتایا تھا؟" اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر یاد آنے پر بولا۔

"احسن! یہی نام بتایا تھا ناں اس دن تمہاری دوست نے؟ لیکن میں نے کارڈ پر نام پڑھا تھا اس پر تو حیدر لکھا ہوا تھا۔" اس کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے جیسے وہ واقعی بہت الجھا ہوا ہو۔

"دیکھو کیف!" زخرف نے اس کو نرمی سے کیف کو مخاطب کرتے ہوئے بولنا شروع کیا۔

"تم یہاں بیٹھ کر کسی لڑکی کے بارے میں اس طرح کیسے کہہ سکتے ہو؟ اور وہ بھی اتنے آرام سے! وہ صرف ایک لڑکی نہیں ہے وہ کسی کی بہن، کسی کی بیٹی اور اب کسی کی بیوی بھی ہے۔ یہ انتہائی معیوب حرکت ہے کہ ہم کسی لڑکی کے کردار کو یوں چار لوگوں کے درمیان بیٹھ کر جج اور ڈسکس کریں۔ وہ جیسی بھی ہے ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم اس کو یوں جج کریں۔ تمہیں کیا لگتا ہے مجھے یاد نہیں تھا کہ جو لڑکا اس کے ساتھ بیٹھا تھا وہ مال والا نہیں کوئی اور تھا لیکن میں اس لئے کچھ نہیں بولی کیونکہ میرا بولنا بنتا ہی نہیں ہے۔ ہم وہاں ایک لڑکی کی شادی اٹینڈ کرنے گئے تھے جو میری دوست ہے اور ویسے بھی وہ ایک اچھی لڑکی ہے پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتی ہے، حافظ قرآن ہے اور سب سے بڑھ کر وہ ایک انسان ہے! وہ ایک لڑکے کے ساتھ گھومے یا ہزاروں کے ساتھ۔ تم، میں یا کوئی بھی اس کو جج نہیں کر سکتا یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے۔ اور اگر یہی بات کوئی میرے بارے میں کہے تو تمہارا کیا جواب ہو گا؟"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہارے بارے میں کوئی ایسی باتیں کیوں کرے گا تم ایسی ہو ہی نہیں!" کیف نے ترنت جواب دیا۔

"تم میرے بھائی ہو اس لئے یہ سب کہہ رہے ہو۔ جب ہم کسی کی ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے بارے میں یوں باتیں کرتے ہیں تو ہمیں اپنی ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے بارے میں ایک منٹ کیلئے سوچ لینا چاہیے کہ کوئی ان کے بارے میں بھی بونہی بات کر سکتا ہے۔ اب بس ٹاپک کلو سڈ! اور آئندہ خیال رکھنا!"

"اوکے!" کیف نے شرمندگی سے کہا کیونکہ جب زخرف نے کہہ دیا ٹاپک کلو سڈ اس کا مطلب "ٹاپک کلو سڈ!"

یہ ساری باتیں ذوہان کیلئے بالکل نئی نہیں تھیں۔ اس کو پتہ تھا کہ جو مرضی ہو جائے زخرف کبھی کسی کو جج نہیں کرے گی۔ کبھی چار لوگوں میں بیٹھ کر اس پانچویں شخص کی برائی نہیں کرے گی جو اس وقت موجود نہ ہو۔ وہ منہ پر بات کر دینا، پیٹھ پیچھے باتیں کرنے سے بہتر سمجھتی تھی اور وہ یہی کرتی تھی۔

"ویری ویل سیڈ زخرف!" ذوہان نے بس اتنا ہی کہا۔

"اس میں ویل سیڈ والی کوئی بات نہیں ہے ویسے لیکن پھر بھی ویکم!" اس نے نارمل انداز میں جواب دیا۔

"آئس کریم یا کافی؟"

"آئس کریم!" کیف نے جھٹ سے جواب دیا۔

"چائے میں ایک چمچ کافی!" زخرف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے! اوکے!" ذوہان کی گاڑی کا رخ اس وقت کسی کیف کی طرف تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس وقت وہ اپنے کمرے میں ایک سوٹ کیس میں کپڑے اور کچھ ضروری سامان رکھ رہا تھا شاید وہ کہیں جا رہا تھا۔

"بھائی!" داؤد نے اصیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جو بیڈ کر اوٹن سے ٹیک لگا کر اصیر کو پیکنگ کرتا دیکھ رہا تھا۔

"ہاں بولو داؤد!" اصیر نے مصروف سے انداز میں کہا۔

"کب تک آئیں گے کراچی سے؟"

"تین سے چار دن تو لگیں گے۔ لیکن میں کوشش کروں گا جلدی آجاؤں۔ نیکسٹ ویک میرا یونیورسٹی کانفرنس ٹیسٹ بھی تو ہے۔ تم بتاؤ تمہارے سارے پیپرز کلئیر ہو گئے؟ کب جارہے ہو جرمنی؟" اصیر نے ایک شرٹ کو سوٹ کیس میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

"بھائی کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں؟" داؤد نے سر جھکائے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"اونہوں!" اصیر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"داؤد ناراض ہونے کیلئے وجہ چاہیے ہوتی ہے۔ اور تم نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ بھلا میں کیوں تم سے ناراض ہوں گا؟ یہ آنٹی کا فیصلہ ہے اور یقیناً انہوں نے تمہارے لئے کچھ اچھا ہی سوچا ہو گا!"

Safar-e-Adab

اب ہم کچھ دنوں پہلے جاتے ہیں جب رخسانہ نے اصیر کو اپنے کمرے میں کوئی اہم بات کرنے کیلئے بلایا تھا۔

"تم کب میرے بیٹے کے کان بھرنا چھوڑو گے؟" ناخنوں پر سیاہ نیل پالش لگاتے ہوئے سوال پوچھا گیا۔

"بہتر یہی ہے کہ آپ بات کو طول دینے کی بجائے مدد پر آئیں!" اس نے دھیمی آواز میں جواب دیا البتہ چہرہ ہر قسم کے تاثر سے عاری تھا۔ وہ اس وقت کمرے میں کھڑا تھا اسی لئے رخسانہ نے اس کو اپنے سامنے والی کرسی پر ہاتھ سے اشارہ کر کے بیٹھنے کا کہا۔

یہ اس گھر کا سب سے بڑا اور عالیشان کمرہ تھا جس کا تھیم آف وائٹ اور گولڈن تھا۔ خوبصورت اور نئے طرز کا بیڈ کمرے کے بالکل بیچ میں سجایا گیا تھا۔ کمرے میں ایک سائیڈ پر دو کراؤن چیئرز اور ان کے بیچ میں چھوٹی سی شیشے کی میز سجائی گئی تھی۔ سنگھار میز پر امپورٹڈ کا سیمیٹکس اور طرح طرح کے رنگ کی نیل پالشز اور پرفیومز پڑے ہوئے تھے۔

"آپ کو پتہ ہے میں یہاں نہیں بیٹھوں گا۔ اس لئے برائے مہربانی آپ مجھ سیدھی بات کریں میری اور بھی مصروفیات ہیں۔" اس نے کرسی کی جانب ناگواری سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! تو تمہاری اور بھی مصروفیات ہیں۔ واؤ!! کل تک تم اپنے باپ کے ٹکڑوں پر پل رہے تھے۔ چار دن نوکری کرتے کیا ہو گئے تمہارے تو تیر ہی بدل گئے ہیں میاں!" ان کا لہجہ تکبر سے بھرا ہوا تھا۔

"اس کا مطلب ہے آپ نے کوئی بات نہیں کرنی۔ چلیں میں چلتا ہوں!" وہ یہ کہہ کر کمرے سے جانے ہی لگا تھا کہ رخسانہ کی آواز پر اس کے قدم تھمے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں بس یہ چاہتی ہوں کہ تم داؤد سے کہو کہ وہ جرمنی جانے کی تیاری کرے۔ اتنے اچھے مارکس آنے کے بعد تمہیں کیا لگتا ہے میں اس کو کسی گورنمنٹ یونیورسٹی میں پڑھاؤں گی؟ ہر گز نہیں! تمہارا کام یہ ہے کہ تم نے بس اس کو کنوینس کرنا ہے کہ وہ باہر جائے ورنہ اس نے تو ضد لگا رکھی ہے تمہارے ساتھ پڑھنے کی۔" رخسانہ نے نخوت سے کہا۔

"پہلی بات تو یہ کہ میں آپ کا ملازم نہیں ہوں جو آپ یوں مجھ پر اپنا حکم صادر کریں۔ البتہ آپ مجھ سے ریکوسٹ ضرور کر سکتی ہیں اور دوسری بات یہ کہ داؤد کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں ہے اور نہ میرے پاس ایسی جادو کی کوئی چھڑی ہے جس کو گھما کر میں چھو منتر کہوں گا اور وہ مان جائے گا جب وہ ماں ہو کر آپ کی نہیں سن رہا تو میری کیا سنے گا؟" اس کے انداز میں کسی قسم کا کوئی طنز نہیں تھا۔ اس نے عام انداز میں کہا۔

"چار پیسے کیا کمانے لگ گئے ہو۔ تمہاری زبان کچھ زیادہ نہیں چلنے لگی؟ کیا ان چار پیسوں سے نئی زبان خرید لی ہے تم نے؟" انہوں نے چار پیسوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔ اب وہ اپنے ناخنوں پر پھونکیں مار کر اسے سکھا رہی تھیں۔

"ہا ہا ہا! مجھے نئی زبان خریدنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ ان چار پیسوں سے میں آپ کے سر سے یہ چھت اور پاؤں سے زمین ضرور 'خرید' سکتا ہوں، یعنی یہ گھر!" اب کے اس نے طنزیہ مسکراتے ہوئے 'خرید' پر زور دیتے، کمرے کی چھت اور فرش پر سرسری نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"او نہوں!" اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ تو چونک گئیں یا شاید ڈر گئیں کہ میرے پاس اتنا پیسہ کہاں سے آیا؟ ڈریں مت! نہ میں انسانوں کی اسمگلنگ کرتا ہوں، نہ ڈکیتی اور نہ ہی میرے پاس ابھی اتنا پیسہ آیا ہے۔ وہ تو میں نے آپ کے تاثرات دیکھنے کیلئے کہا تھا کہ آپ کو میرے امیر ہونے پر کتنی خوشی ہوگی اور دیکھیں ذرا آپ کچھ زیادہ ہی خوش ہو گئی ہیں" اس نے رخسانہ کے قریب جا کر اس کے کانوں میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ رخسانہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا۔

"بس یہ بات یاد رکھیے گا! سید اصر ضیدی کو کچھ نہیں بھولتا۔ کیونکہ وہ کچھ بھولنا چاہتا ہی نہیں ہے۔" اس نے آنکھ مارتے ہوئے کہا اور ایک دم سنجیدگی سے کہنا شروع کیا۔

"پہلے آپ کی فضول قسم کی باتیں سن لیا کرتا تھا اب نہیں سنوں گا، ظاہر ہے بلا کا کوئی مطلبی انسان ہوں میں۔ تب رہنے کیلئے کوئی ٹھکانہ بھی تو چاہیے تھا نا مجھے! اس لئے آپ کی ہر ٹاکسک بات پی جاتا تھا لیکن اب نہیں برداشت کروں گا! اب تو اصیر اپنی فارم میں آ گیا ہے!" اب کہ وہ یہ آخری جملہ کہتے ہوئے مسکرایا جیسے یہ کہہ کر اندر ہی اندر خوش ہوا ہو۔

رخسانہ اب بھی شامی کے عالم میں تھی کہ کیا یہ وہی اصیر ہے جس کی زبان اس کے بات کرنے سے مفلوج ہو جاتی تھی۔ کہیں اس کو کچھ معلوم تو نہیں ہو گیا؟" ایک لمحے کیلئے دل نے ڈرایا۔

"نہیں! نہیں! ایسا نہیں ہو سکتا!" اگلے ہی لمحے دل نے خود کو فوراً تسلی دی۔

"اوہو آپ اب تک صدمے میں ہیں؟ چیچ چیچ چیچ" اس نے افسوس سے سر ہلایا۔

"چلیں اب جلدی سے خود کو کمپوز کر لیں۔ داؤد سے میں بات کروں گا اور یہ کیا؟ دیکھیں آپ کا نیل پیٹ بھی خراب ہو گیا۔ اس کو بھی اب ٹھیک کر لیں۔ آئی!" اس نے رخسانہ کے دائیں ہاتھ کے ناخنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"دادی کہتی تھیں۔۔۔۔۔ (اللہ ان کو جنت میں جگہ دے) اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

"کہ آپ کو 'امی' کہا کروں۔ ان کو کیا بتاتا کہ آپ مجھے بس 'نا پسند' ہیں اپنی 'ماں' سے تو میں 'نفرت' کرتا ہوں۔۔۔۔۔ شدید نفرت!" اس کے چہرے پر زمانے بھر کی سختی در آئی۔

"کتنی عجیب بات ہے جس عورت کو کبھی دیکھا ہی نہیں اس سے مجھے نفرت ہے بلکہ ماں سے جڑے ہر لفظ سے نفرت ہے 'امی، اماں، ماما، مُمی وغیرہ وغیرہ...' یہی سب کہتے ہیں ناں بچے اپنی ماں کو؟" اس نے جیسے اپنی تائید چاہی۔ رخسانہ نے اوپر نیچے سر کو ہلکی سی جنبش دی جیسے کہنا چاہ رہی ہوں 'ہاں!'

"تو بس ان سب الفاظ سے نفرت ہے مجھے! اس لئے تو آپ کو آنٹی کہتا ہوں آپ سے نفرت تھوڑی ناں کرتا ہوں۔ آپ کو تو بس ناپسند کرتا ہوں۔" وہ یہ کہہ کر رکنا نہیں بلکہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

اب ہم ماضی کے اس دن سے نکل کر حال میں اصر کے کمرے میں واپس آتے ہیں جہاں اصر اپنی پیکنگ تقریباً مکمل کر چکا تھا۔ اب داؤد نے اس کا سوٹ کیس اٹھا کر کمرے میں موجود سنگھار میز کے ساتھ رکھا اور کہا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"لیکن میں آپ کے بغیر کیسے رہوں گا بھائی؟ چار سال ہیں کوئی چار دن، چار مہینے یا چار ہفتے تو نہیں ہیں ناں!" اس نے افسردگی سے کہا۔ اصر نے اس کو آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا تو داؤد گڑبڑا گیا اور کہا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟"

"نہیں میں یہ دیکھ رہا ہوں بس قد ہی چھ فٹ نکالا ہے، عقل تو ابھی بھی گھٹنوں میں ہی ہے! اور میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ چار سال کی بات ہے کون سا تم ساری زندگی کیلئے وہاں جا رہے ہو! کل شام کو میری کراچی کی فلائٹ ہے۔ تم ایسا کرو تم بھی ساتھ آ جاؤ! اس طرح تمہاری آؤٹنگ بھی ہو جائے گی۔"

"نہیں بھائی میں کیا کروں گا آپ کے ساتھ جا کر۔ آپ کی بزنس میٹنگ ہے میرا کوئی کام نہیں ہے وہاں اور ویسے بھی ہم دوستوں نے ایک ہفتے کا نور دن ایریاز کے ٹرپ کا پلین بنایا ہے میں کل آپ سے پہلے ہی نکل جاؤں گا۔"

"اوہ اچھا! تم نے پیکنگ کر لی ہے؟"

"جی جی میں نے کر لی ہے! چلیں اب میں سونے جا رہا ہوں۔ صبح جلدی نکلنا ہے۔ گڈ نائٹ بھائی!" یہ کہہ کر داؤد کمرے سے باہر نکل گیا۔



BEING THE STRING OF YOUR KITE

سردی کا زور آہستہ آہستہ ٹوٹ رہا تھا۔ لاہور کا موسم کافی خوشگوار تھا۔ سورج آنکھ مچولی کا کھیل، کھیل رہا تھا کبھی بادلوں میں چھپ جاتا تو کبھی باہر نکل کر اپنا نظارہ کروا دیتا۔ زخرف انٹرنس ٹیسٹ کی کلاس لے کر گھر کے داخلہ دروازے سے اندر آرہی تھی کہ سامنے کا منظر دیکھ کر اس کی آنکھیں مارے حیرت کے پھٹ گئیں۔

"کیفففففف!!!!!!" اس نے کیف کا نام گلا پھاڑ کر لیا وہ جو اپنی گدھا گاڑی کو رگڑ رگڑ کر دھونے میں مصروف تھا۔ اس نے چونک کر زخرف کی طرف دیکھا جو غصے سے اس کے قریب ہی آرہی تھی۔

"تم۔۔۔ تم نے یہ کیا کیا ہے؟؟" اس نے رک رک کر کیف کے ہاتھ میں موجود بوتل کو اس کے ہاتھ سے کھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے؟ میں نے کیا کر دیا ہے؟ نظر نہیں آرہا لکی! کو دھورہا ہوں۔" اس نے کچھ چڑتے ہوئے کہا۔

"ہمم۔۔۔۔ اس گدھا گاڑی کو تو میں بعد میں دیکھتی ہوں اور تم نے اپنی اس گدھا گاڑی کو میرے 'سات ہزار' کے فیس واش سے دھو دیا؟" اس نے سات ہزار پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "تمہیں پتہ ہے میں نے اس کو کوریا سے آرڈر کیا تھا۔ دو ماہ لگتے ہیں اس کی ڈیلیوری میں اور تم اس سے اپنی یہ گدھا گاڑی دھو دی ہے؟ تم اندھے کب سے ہو گئے؟" زخرف غصے سے پھٹ پڑی اور بوتل کو اٹھا کر جائزہ لیا کہ شاید تھوڑا سا بچ گیا ہو لیکن کیف نے اس بوتل میں پانی ڈال ڈال کر اس کو ایسا کر دیا تھا جیسے اس میں کبھی کوئی مائع رہا ہی نہ ہو! اب وہ شرمندہ سا نظر آرہا تھا۔

"یار میں نے کون سا جان کر لیا ہے زخرف! یاد کرو میں نے تمہارے پاس لکی کا کلیئر

رکھوایا تو تھا کچھ دنوں پہلے اور میں تمہارے روم میں گیا تو 'حمہ' آپنی تمہارے روم میں تھیں اور انہوں نے ہی مجھے یہ پکڑایا ہے کہ یہ بھی کلیئر ہی ہے اس سے صاف کر لو تو میں نے لے لیا اور اس پر اس پر کوئی سٹیکر بھی تو نہیں لگا ہوا!" "حمہ؟" زخرف نے ابرو سکیڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں یار حمنہ آپنی آئی ہوئی ہیں ناں۔ چند ماہ بعد ان کی فلائٹ ہے اسی لیے تائی امی سے ملنے آئی ہیں!" کیف نے چہرے پر سادگی سجائے کہا۔

"اس کو تو تم بڑا" آپنی آپنی" کہہ رہے ہو جو میرے سے بھی چار ماہ چھوٹی ہے اور میں جو تم سے پورے ایک سال چھ ماہ بڑی ہوں مجھے اتنی عزت بخشے ہوئے تمہیں موت آتی ہے۔۔۔ ہیں نا؟ اور تم تو صدا کے ہی ان پڑھ رہو گے! اگر سٹیکر نہیں لگا تھا تو بولٹز میں تو زمین آسمان کا فرق تھا لیکن تمہاری تو یہ آنکھیں کام ہی نہیں کرتیں!"

"اب تو تم میری ہر بات میں ہی نقص نکالو گی اور رات کو دے دوں گا تمہارے سات ہزار روپے! ہنسنہ" وہ یہ کہہ کر لکی کے اوپر پانی گرانے لگا اور برش سے اس کے ٹائر رگڑنے لگا۔

"بات سات ہزار کی نہیں ہے۔ بات ڈلیوری کی ہے۔ خیر اس اندھے کو کون سمجھائے؟" اس نے دل ہی دل میں سوچا اور اندر چلی گئی تھی۔ اچھے خاصے موڈ کا ستیاناس ہو چکا تھا۔

"ہائے زخرف!" حمنہ نے اس کو اندر آتے دیکھا تو کہا۔ حسب معمول اس نے کیف اور زخرف کی ساری باتیں سن لیں تھیں۔ اپنی خالہ کی طرح کونے کھدروں میں چھپ چھپ کر لوگوں کی باتیں سننے کی گندی عادت اس کو بھی تھی۔ اس نے سر پر دوپٹہ لے رکھا تھا جو اس کی بھرپور کاوشوں سے بار بار سر سے سرک کر کندھوں پر گر جاتا تھا۔ بھنووؤں کو تلواروں کی مانند شپ دے رکھا تھا۔ بال سٹریٹ کر کے پیچھے کمر پر چھوڑ رکھے تھے اور چہرے پر بے تحاشہ میک اپ کے باوجود بھی وہ بس ٹھیک ہی لگ رہی تھی۔ اس کے مقابلے میں زخرف نے اس وقت مہرون رنگ کی ٹخنوں سے نیچے آتی قمیص کے ساتھ اسی رنگ کا کیپری پہن رکھا تھا بالوں کو پونی میں مقید کیا ہوا تھا۔ چہرے پر میک اپ کے نام پر بس مسکارہ لگایا ہوا تھا اور اس کے باوجود بھی وہ 'حمنہ' سے زیادہ خوبصورت اور پرکشش لگ رہی تھی۔

"کیسی ہو حمنہ؟" زخرف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ حمنہ، رضیہ کی بھانجی تھی جس سے رضیہ کو بہت عقیدت تھی۔ اگر ہم یہ کہیں کہ وہ رضیہ کی کاربن کاپی ہے تو کچھ غلط نہیں ہوگا۔ اس کے اندر ساٹھ فیصد عادتیں بالکل رضیہ جیسی ہی تھیں اور باقی چالیس فیصد عادات کا حال رضیہ سے زیادہ برا تھا۔ وہ صرف لوگوں کی تعریفیں سمیٹنے کیلئے سر پر دوپٹہ لیتی تھی اور جیسے ہی یہ دیکھتی کہ کوئی نہیں دیکھ رہا تو دوپٹہ اتار کر بیگ میں رکھ لیتی یا گردن میں رسی کی مانند لے لیتی۔ لوگوں کو دیکھ کر اس کے سجدے مزید لمبے ہو جاتے تھے اور ان ہی لوگوں کو دیکھ کر اس کے کانوں میں لگے ایئر پوڈز میں نا جانے کب گانوں کی جگہ نعتیں اور نشیدیں چلنا شروع ہو جاتی تھیں۔ وہ لوگوں سے تعریفیں سمیٹنے کی بھوک تھی اور اس کی 'یہ بھوک کبھی نہ ختم ہونے والی تھی۔ لوگوں کی جھوٹی تعریفوں سے اپنا پیٹ بھرتی تھی۔

Safar-e-Adab

"زخرف تم نے ظہر کی نماز پڑھ لی؟" حمنہ نے اونچی آواز میں کہا۔ وہ بہت تیز اور اونچا بولتی تھی۔ "نہیں! میں نمازوں کی اتنی پابند نہیں ہوں۔" زخرف کا چہرہ ہر قسم کے جذبے سے پاک تھا۔ وہ کافی تھکی تھکی لگ رہی تھی۔ اب تک وہ عموماً سو جایا کرتی تھی لیکن اب شاید اس کو رات میں ہی سونا نصیب ہو۔

"اوہ! میں تو جب تک نماز نہ پڑھوں مجھے سکون ہی نہیں آتا۔ عجیب بے چینی سے رہتی ہے۔ اللہ کو ناراض بھی تو نہیں کر سکتی اور یہ کیا تم نے نیل پینٹ لگایا ہوا ہے؟ اور تمہارے نیلز بھی کافی لمبے ہیں۔ میں تو جمعے کے جمعے نیل کٹنگ کرتی ہوں۔ تمہیں پتہ تو ہو گا سنت ہے!" اب کہ وہ ہاتھ ہلا ہلا کر اور آنکھیں مٹکا کر بات کر رہی تھی۔

"ہم اچھی بات ہے ماشاء اللہ!" زخرف نے پھکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے ناخنوں کی طرف ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ ان کو کاٹنے کا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اتنی محنت سے بڑھتے ہیں یہ ناخن ایسے کیسے کاٹ دے وہ ان کو!! اس نے بس سوچا ہی۔ پھر ایک دم کچھ یاد آنے پر حمنہ سے پوچھا۔

"حمنہ تم میرے روم میں کیا کر رہی تھیں؟ مجھے کیف نے بتایا!" اس نے وضاحت دیتے ہوئے کہا۔

"م۔۔م۔۔ میں تمہیں دیکھنے گئی تھی۔ تم نظر نہیں آرہی تھیں تو میں نے سوچا شاید تم اپنے روم میں ہو!" اس نے ہکلاتے ہوئے صاف جھوٹ بولا۔

"تمہیں پتہ ہے حمنہ مجھے یہ چھوٹے موٹے جھوٹ بولنے کی اتنی عادت ہے ناں کہ اگر میرے سامنے کوئی جھوٹ بولتا ہے تو مجھے ایک لمحہ۔۔۔۔۔ بس ایک لمحہ لگتا ہے سامنے والے کا جھوٹ پکڑنے میں۔ مجھے پتہ ہے تم یقیناً میرا میک اپ دیکھنے گئی ہو گی یا میری سکن کیئر کلکیشن دیکھنے۔ ویسے تم مجھے کہتیں تو میں تمہیں خود بھی دکھا دیتی۔" اس نے ہاتھوں کو سینے پر پھیلاتے ہوئے کہا۔

"بکو اس بند کرو تم میں نے کیوں تمہاری وہ گھٹیا اور لوکل چیزیں دیکھنی ہیں۔" اس کے منہ سے کف نکل رہا تھا۔

"سہی سہی! گھٹیا اور دو نمبر چیزیں۔۔۔۔۔ وہی گھٹیا اور دو نمبر چیزیں جن کی تصویریں اس وقت تمہاری گیلری میں ہیں۔ وہی گھٹیا اور لوکل چیزیں ہیں ناں؟" اس نے جیسے تائید چاہی۔

"میرے روم میں ایک ایک چیز میری وفادار ہے خاص طور پر میرے روم میں لگا ہوا کیمرہ! وہ سب سے زیادہ وفادار ہے میرا۔ میرے کمرے کی چیزیں میرے علاوہ کسی کی حاضری کو پسند نہیں کرتیں۔ آئندہ اگر کچھ دیکھنا ہو تو مجھ سے پوچھ کر دیکھنا۔ سمجھ آئی!" اس نے اب قریب جا کر اس کے کندھوں کو پکڑتے ہوئے ناپسندیدگی سے کہا۔ حمہ کلس کر رہ گئی۔ اس کے چہرے پر صرف ایک رنگ تھا۔ وہ رنگ جو چور کی چوری پکڑے جانے پر اس کے چہرے کا ہوتا ہے اور کی مجھے تمہیں اس رنگ کا نام بتانے کی ضرورت ہے؟

"اف اللہ!" اس نے ہستے ہوئے تالی بجاتے ہوئے کہا۔

"میرے روم میں کوئی کیمرہ نہیں لگا ہوا لیکن تمہارا یہ شرمندہ سا چہرہ مجھے صاف بتا رہا ہے کہ تم نے وہی کیا ہے جو میں نے تھوڑی دیر پہلے کہا۔ دیکھ لو اسے کہتے ہیں 'گریس فل جھوٹ بولنا' حمہ ڈارلنگ! ایسا جھوٹ جس کو بولنے پر سامنے والے کو اپنے سچ پر شک ہو، ایسے جھوٹ کو کہتے ہیں 'گریس فل جھوٹ'!۔۔۔۔۔ اوکے؟ اور پتہ ہے کیا؟ مجھے یہ گریس فل جھوٹ بولنے کی بڑی گندی بیماری ہے۔ اس لئے آئندہ دھیان رکھنا۔ اور تمہاری نظر کمزور ہو گئی ہے۔ مجھے دلی افسوس ہے حمہ!" اس نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ حمہ نے اس کو ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہ رہی ہو کیا مطلب؟"

"تمہیں 'کلیئزر' اور 'کلیئز' میں کوئی فرق نہیں پتہ تھا جو تم نے کیف کو جان کر میرا کلیئزر پکڑا دیا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس پر سے سٹیکر بھی تم ہی نے اتارا ہو گا۔ خیر میرے لئے چیزیں میٹر نہیں کرتیں وہ تو آتی جاتی رہتی ہیں۔ میں نیا آرڈر کر لوں گی کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے! چلو یا اب میرے خیال سے ہم نے کافی خوشگوار باتیں کر لی ہیں۔ میں ذرا فریش ہو کر آؤں پھر ہم اکٹھے کھانا کھاتے ہیں۔ حمہ ڈارلنگ!" اور یہ کہہ کر وہ کمرے میں چلی گئی تھی اس کے انداز میں کسی

قسم کا کوئی طنز تھانہ سامنے والے کو نیچے دکھانے کا ارادہ۔ اس نے بس عام سے لہجے میں بات کی تھی۔ اس نے واقعی عام لہجے میں بات کی تھی۔

اس کے جانے کے بعد حمزہ کافی دیر تک اسی جگہ پر کھڑی رہی۔ ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ وہاں فریز ہو گئی ہو۔ اس کی چوری پکڑی گئی تھی لیکن اس کو اس بات کا سکون تھا کہ زخرف کو یہ پتہ نہیں چلا کہ اس نے زخرف کے روم سے اس کے ٹاپس چرا لیے تھے۔ اور ایسا کئی دفعہ ہوتا تھا وہ اس کے روم میں جب بھی جاتی تھی کچھ نہ کچھ چوری کر لیا کرتی تھی۔ وہ اپنی خالہ سے بڑی حاسد تھی اور اس کا دوسروں کی چیزوں کو دیکھ کر کبھی نہ ختم ہونے والا حسد آہستہ آہستہ بڑھتا جا رہا تھا۔

زخرف نے کمرے میں جا کر اپنا بیگ بیڈ پر رکھا اور اپنی الماری کھولی۔ اس کا شک درست تھا آج وہ پھر اس کے روم سے کچھ چوری کر کے لے گئی تھی۔ اس نے تھکی تھکی سانس باہر خارج کی اور بیڈ پر لیٹ گئی۔

"کتنی بیوقوف ہے یہ حمزہ بھلا مانگ لیا کرے یوں بغیر اجازت کے چیزوں کو اٹھانے کی کیا تکبنتی ہے؟ اس کو لگتا ہے مجھے پتہ نہیں چلتا۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے میرے روم سے کچھ غائب اور مجھے پتہ ہی نہ چلے۔ مجھے اچھا نہیں لگتا کسی کو کہنا کہ اتنی گری ہوئی حرکت کرتی ہے یہ لڑکی! خیر کوئی نہیں۔۔۔ چل بھی زخرف جلدی سے فریش ہو کر نیچے چلی جاورنہ تائی امی نے کہنا ہے میرے مہمانوں کو وقت نہیں دیا!" اس نے یہ سب خود سے کہا اور پھر فریش ہونے چلی گئی۔

سفید رنگ کی قمیص کے ساتھ ہم رنگ ٹائٹس زیب تن کیے ہوئے تھے اور اوپر سیاہ رنگ کی شال اوڑھے اس وقت وہ سب کے ساتھ بیٹھ کر ڈائننگ ٹیبل پر کھانا کھا رہی تھی۔ اس وقت ڈائننگ ٹیبل پر طرح طرح کے کھانوں کی اشتہا انگیز خوشبوئیں پھیلی ہوئی تھی۔

"حمنہ بیٹا اور بھی لو، یہ ٹرانفل ٹیسٹ کرو یہ میں نے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے تمہارے لئے!" رضیہ کابس نہیں چل رہا تھا وہ حمنہ کے منہ میں زبردستی سارے کھانے ٹھونس دیں!

"نہیں نہیں خالہ! آپ کو پتہ تو ہے کہ میں کتنی ڈائٹ کونشیس ہوں اور ان سب کھانوں میں آپ دیکھ ہی رہی ہیں کتنا آئل ہے!" اس نے جھر جھری لیتے ہوئے کہا۔

"اوہو حمنہ تمہیں کیا ضرورت ہے ڈائٹنگ کی پہلے ہی تم اتنی سمارٹ ہو۔ ویسے بھی یہ کھانا اتنا آئلی نہیں ہے اماں اور پھوپھو نے مل کر بنایا ہے اور پھوپھو تو ویسے بھی کم ہی آئیل ڈالتی ہیں۔ میں کبھی کبھار سوچتی ہوں لوگ کیسے اتنے مزے مزے کے کھانوں کو انگور کر کے گھاس پھونس پر گزارا کر لیتے ہیں۔ مجھے تو بس اچھا کھانا نظر آجائے میں خود کو کنٹرول نہیں کر سکتی بھئی!" اس نے سلاڈ کی پلیٹ سے کھیر اٹھا کر کھاتے ہوئے مزے سے کہا۔

"تمہارا ایڈمیشن کہاں ہو ازخرف؟" (وہ اس کی باتوں کو نظر انداز کر گئی تھی) حمنہ، زخرف سے عمر میں چھوٹی تھی لیکن کیونکہ اس نے ایک کلاس جمپ کی تھی اس لئے اب وہ اور زخرف ساتھ ساتھ تھے۔

"ابھی تو میں نے ٹیسٹ دینا ہے۔ کچھ دنوں تک قائداعظم یونیورسٹی کا ٹیسٹ ہے پھر اقرار اور پنجاب یونیورسٹی بھی ہے۔ دراصل مجھے لاء پڑھنا ہے اور مجھے اس وقت جو سب سے بہترین آپشن نظر آرہی ہے وہ قائداعظم یونیورسٹی ہی ہے۔ میں نے کافی ریسرچ کی ہے۔ کافی اچھی یونیورسٹی ہے۔" اب وہ پلیٹ میں ٹرانفل ڈالتے ہوئے رضیہ کو دیکھ رہی تھی۔ رضیہ کے چہرے کا تاثرات ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں بدلے۔ زخرف گڑبڑا گئی۔

"تھوڑا سا کھاؤں گی بس تائی امی!!" اس نے مسکراتے ہوئے آنکھوں ہی آنکھوں میں کہا اور ٹرانفل ٹیسٹ کیا۔ "اففف اللہ تائی امی! اتنا مزیدار ہے یہ! دل کر رہا ہے بنانے والے کے ہاتھ چوم لوں" وہ سراہے بغیر رہ نہ سکی۔

"شکریہ!" رضیہ نے بمشکل مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! بارش شروع ہو گئی!" اس کے لب کھلے اور وہ پر جوش سے ڈاننگ روم میں موجود دروازے نما کھڑکی سے باہر گئی۔ وہ باہر گئی تو کونے میں بخش بابا ماتھے پر ہاتھ رکھے پریشانی سے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ان کے پاس گئی اور پوچھا۔

"کیا ہوا بخش بابا۔ کچھ پریشان لگ رہے ہیں؟" اس نے ہتھیلی پر ٹھوڑی گراتے ہوئے پوچھا۔

"ہونا کیا ہے بیٹا؟ طاہرہ کی طبیعت سنبھلنے کا نام ہی نہیں لے رہی۔ میں نے اس کو کتنی بار کہا ہے کہ گاؤں میں اچھا ڈاکٹر نہیں ہوتا شہر آکر علاج کروالے لیکن تمہیں تو پتہ ہے کہ وہ اپنی ضد کی کتنی پکی ہے!" انہوں نے یہ سب پنجابی میں کہا۔ پیشانی پر لکیریں نمایاں تھیں۔

"ہمم! ان کو چاہیے کہ وہ یہیں آکر علاج کروالیں لیکن ان کو لگتا ہے کہ شہر کے ڈاکٹر انہیں کوئی خطرناک قسم کا انجیکشن لگا کر خود ہی مار دیں گے!" اس نے افسوس سے سر ہلایا اور گال پر انگلی سے دستک دیتے ہوئے سوچنے لگی اور پھر کچھ سوچنے پر چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔

"آئیڈیا!" بخش بابا کے چہرے سے صاف واضح تھا کہ ان کو اس لفظ کا مطلب سمجھ نہیں آیا تب ہی انہوں نے پوچھا۔

"کیا مطلب؟" بخش بابا نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ حل نکل آیا۔۔۔ میں ابا سے بات کرتی ہوں پھر میں، آپ اور ابا مل کر انہیں لینے چلیں گے اور اگر ابا مصروف ہوئے تو ہم ذوہان بھائی کے ساتھ جا کر ان کو لے آئیں گے۔ میں ان کو اس بات کی یقین دہانی کرواؤں گی کہ ان کے علاج میں میں ان کے ساتھ ساتھ رہوں گی تاکہ کوئی ڈاکٹر ان کو انجیکشن لگا کر مار نہ سکے۔ اور ان کو یہ بھی

کہوں گی کہ مجھے ان کے ہاتھ کا انڈہ پراٹھا شدید قسم کا یاد آرہا ہے! اور پھر دیکھئے گا وہ ضرور آجائیں گی!" اس نے چٹکی بجاتے ہوئے حل نکال دیا۔

طاہرہ، بخش بابا کی بیوی تھی جو شاہ ہاؤس کی وفادار اور بہت پرانی ملازمہ تھی اور گھر کے سارے کام کرنے کے ساتھ ساتھ کھانا بھی بناتی تھیں۔ طبیعت کی خرابی کی وجہ سے وہ ضد کر کے گاؤں چلی گئی تھیں۔ جبکہ بخش بابا وہاں کے مالی تھے جن کی عمر پچپن سے ساٹھ کے درمیان تھی۔ وہ یہاں کے مالی تھے۔

"چلیں اب آپ اپنا موڈ ٹھیک کریں اتنے خوبصورت موسم میں بھی بھلا کوئی افسردہ ہو سکتا ہے؟ بارش کے موسم میں کوئی اداس ہو یہ بات میں برداشت نہیں کر سکتی۔ بھئی بارش تو اداسیوں کو ختم کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ آپ فکر نہ کریں ہم ان کو لے آئیں گے!" اس نے تسلی دیتے ہوئے کہا اور پھر کچھ یاد آنے پر اپنی گود میں پڑے فون کو اٹھا کر فون کور کو اتارا اور اس میں سے کچھ پیسے نکال کر بخش بابا کے ساتھ چپکے سے رکھ دیئے۔

"بخش بابا بڑے پیسے آگئے ہیں کہ جیب میں سنبھل ہی نہیں رہے؟ جلدی سے جیب میں رکھ لیں ورنہ کیف کے ندیدے پن کے تو نگر نگر چرچے ہیں" اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔ ابھی اس کو وہ بھی کرنا تھا جو وہ عموماً بارش کے آنے پر کرتی تھی۔ وہ جب اندر گئی تو سب کھانا کھا کر فارغ ہو چکے تھے۔ اب وہ کچن کی صفائی میں خدیجہ کا ہاتھ بٹا رہی تھی کہ ذوہان کچن میں داخل ہوا اس کے پیچھے حمنہ بھی آئی جس کو بارش ہونے کی وجہ سے رضیہ نے ایک رات کیلئے روک لیا تھا۔ "زخرف تم جلدی سے یہ سب کام کر کے آجاؤ تب تک میں اور کیف تمہارے روم میں سب سیٹ کر رہے ہیں۔ اور آتے ہوئے ایک کپ چائے میں ایک چمچ کافی لیتی آنا۔" اس نے ریکوسٹ

کرتے ہوئے کہا اور پیچھے مڑا تو دروازے میں کھڑی حمہ فوراً زخرف کے پاس گئی اور اس کے ہاتھ سے ساس پین لیتے ہوئے، بلکہ چھینتے ہوئے کہا۔

"میں بنادیتی ہوں کافی! میں بہت اچھی کافی بناتی ہوں۔ میری کافی پیے بغیر تو می کا دن ہی شروع نہیں ہوتا!" زخرف نے جان چھڑانے والے انداز میں اس کو کاساس پین تھمایا اور واپس بچی ہوئی پلیٹیں صاف کرنے لگی۔

"نہیں! نہیں! مجھے کافی یا چائے نہیں پینی۔ وہ زخرف کچھ اسپیشل سانباتی ہے میں وہ پیوں گا۔ انفیکٹ زخرف تم حمہ کیلئے بھی ایک کپ بنادینا کانسڈلی۔ میں اس کو بھی تمہارے روم میں لے کر جا رہا ہوں۔" اس نے یہ کہتے ہوئے زخرف کو دیکھا جو دل ہی دل میں اس وقت کو کوس رہی ہوگی جب اس نے ذوہان کو وہ اسپیشل چائے بنا کر دی تھی۔ خیر وہ اور حمہ منظر سے غائب ہوئے تو زخرف نے تکان بھری نظر چائے پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"پھوپھو! میں تو اس وقت کو رو رہی ہوں جس وقت میں نے ذوہان بھائی کو یہ بنا کر دی تھی۔ اسی لئے میں کسی کے لئے کچھ نہیں بناتی۔ خواہ مخواہ کافرمانشی پروگرام شروع ہو جاتا ہے اور حمہ نے کون سا پی لینی ہے؟" اب وہ چائے کو کپوں میں سجا کر کیبنٹ سے کافی نکال کر اس میں ڈال رہی تھی۔

"اگر وہ نہ پئے تو تم پی لینا بیٹا!" خدیجہ نے نرمی سے کہا۔

"مہمم! یہ ٹھیک ہے چلیں اب میں جا رہی ہوں!" اور یہ کہہ کر وہ کچن سے نکل کر اپنے کمرے میں گئی۔ وہاں جا کر میز پر ٹرے رکھی اور کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرہ اس کی توقعات کے مطابق بالکل سیٹ تھا۔ بیڈ پر 'اکاسٹک گٹار' رکھا تھا اور اس کے بالکل سامنے 'آڈیو کیمرہ' رکھا ہوا تھا۔

(حمنہ کو ذوہان نے زخرف کے آنے سے پہلے ہی سب بتا دیا تھا کہ ہوتا کچھ یوں ہے کہ جب بھی بارش ہوتی ہے تو زخرف کوئی اچھا سا گانا گاتی ہے اب یہ اس پر ڈیپینڈ کرتا ہے زخرف کو اس وقت جو بھی گانا پسند ہوتا ہے وہ وہی گاتی ہے۔ پھر کیف اس کو ریکارڈ کرتا ہے اور انسٹاگرام پر ایک پیج بنا ہوا ہے 'انانیمس سنگر' کے نام سے ہم اس پر اس گانے کو اپلوڈ کر دیتے ہیں اور لوگ اس کی آواز کو کافی سراہتے ہیں۔ زخرف وہ اکاؤنٹ بہت کم ہی اوپن کرتی ہے۔ اس کو میں ہی ہینڈل کرتا ہوں۔)

اب زخرف بیڈ پر بیٹھی اور گٹار کو اپنے ہاتھوں میں لیا تب ہی حمنہ نے کپ کو لبوں سے لگا کر فوراً سے پیچھے کیا تو کیف نے اس سے سوال کیا۔

"کیا ہوا ہے حمنہ آپ؟"

"اس کا ٹیسٹ بہت برا ہے!" اس نے کپ کو ٹرے میں واپس رکھتے ہوئے کہا۔
"کوئی بات نہیں۔ تم مت پیو میں پی لوں گی!" زخرف نے عام سے انداز میں کہا۔ اس نے اس وقت جس چیز کو پکڑا ہوا تھا اس کو اس چیز سے بے پناہ محبت تھی اور وہ تھا اس کا گٹار! BEING THE STRING OF YOUR LIFE

"اچھا تو میں نے کچھ دنوں پہلے ہی ایک پاکستانی ڈرامہ ختم کیا ہے جس کا نام تھا دل مضطر۔ ویسے تو میں پاکستانی ڈرامے بہت کم دیکھتی ہوں کیونکہ اب چند ایک کے علاوہ سب ہی نہایت فضول ہوتے ہیں۔ کوئی کوالٹی نہیں رہی اب ان کی۔ اور رہی بات ترکش ڈراموں کی تو وہ اتنے لمبے ہوتے ہیں کہ آپ ختم ہو جائیں گے لیکن ترکی کا وہ ڈرامہ ختم نہیں ہو گا لیکن پھر بھی مجھے وہ پسند ہیں۔ تو اب میں آپ سب کو 'دل مضطر' کا اور بیجنل ساؤنڈ ٹریک سنانے جا رہی ہوں۔"

ذوہان نے لبوں پر انگلی رکھتے ہوئے اشارہ کیا جیسے کہنا چاہتا ہو کہ اب کوئی نہیں بولے گا۔ حمہ کو اس سارے منظر میں کچھ بھی دلچسپ نہیں لگ رہا تھا وہاں صرف ذوہان کی وجہ سے بیٹھی ہوئی تھی اور اپنے چہرے پر آئی کوفت کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اوکے! ون، ٹو، تھری،۔۔۔۔۔ سٹارٹ!" کیف نے گنتی کو انگلیوں پر گنتے ہوئے کہا اور آڈیو کیسرہ آن کیا۔ اب ریکارڈنگ شروع ہو چکی تھی اور اسی طرح زخرف کے گٹار پر رکھے ہوئے ہاتھ بھی حرکت میں آچکے تھے۔ آنکھیں بند کر کے اس نے پک کی مدد سے گٹار بجانا شروع کیا۔

یاد مدد سے گٹار بجانا شروع کیا۔

Safar-e-Hdab

نہ ہے جس کی مدد سے گٹار بجایا جاتا ہے)

BEING THE STRING OF YOUR KITE

آہ!! وہ بہترین گٹار بجاتی تھی۔ اب اس نے ایک لمحے کیلئے گٹار کو بجانا چھوڑا آنکھیں کھولیں اور ایک دفعہ پھر بند کر کے اب اس نے گانا گانا شروع کیا۔

تبسم بھی، حیا بھی، بے رخی بھی!

اس نے ایک دفعہ پھر اسی لائن کو گایا۔ اس کے ہاتھ رک رک کر گٹار پر اوپر نیچے حرکت کر رہے تھے۔ آنکھیں ہمیشہ کی طرح بند تھیں۔ وہ ہمیشہ ہی آنکھیں بند کر کے گایا کرتی تھی۔ اب اس نے ایک لمحے کیلئے آنکھیں کھولیں پھر ذرا سا مسکرائی اور گایا۔

"تمہاری یاد کا سایہ بہت ہے"

"دلِ مضطر کو سمجھایا بہت ہے"

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"قیامت ہے یہ ترکِ آرزو بھی"

"مجھے اکثر وہ یاد آیا بہت ہے"

وہ مسلسل گٹار کو اوپر نیچے اپنی انگلیوں میں پکڑے پک کی مدد سے حرکت دے رہی تھی۔ وہ واقعتاً کسی ماہر کی طرح گٹار بجا رہی تھی۔ یہاں بیٹھا ہر شخص اس کو سراہے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ اس کی آواز تھی ہی اتنی خوبصورت، کانوں

میں گھل جانے والی اور قابلِ ستائش۔ لیکن حمزہ ٹھوڑی کو ہتھیلی پر گرائے مسلسل ذوہان کو دیکھ رہی تھی اس کی نگاہوں میں ذوہان کو حاصل کرنے کی حسرت تھی، تمنا تھی، چاہ تھی، ضد تھی اور دور کہیں شاید محبت بھی۔ اس کے برعکس اگر ہم ذوہان پر نظر دوڑائیں تو اس کی آنکھوں میں ہمیں زخرف کیلئے پسندیدگی، خلوص، عزت اور احترام واضح نظر آئے گا۔ لیکن اس کے جذبات میں کہیں ضد نہیں تھی۔ حاصل کر لینے کی ضد! اور بھلا انسانوں کو بھی حاصل کیا جاتا ہے؟ انسانوں کو تو جیتا جاتا ہے۔ اسی خلوص سے، پیار سے احترام سے اور عزت سے!

گانا ختم ہو گیا تو اس نے آنکھیں گھولیں اور مسکرا کر ایک نگاہ کمرے میں موجود تمام نفوس پر ڈالی جو اس کو دیکھ رہے تھے۔ ذوہان اور کیف نے تالیاں بجا کر اسے سراہا اور کہا۔
"بہترین چڑیل!" کیف نے تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"واقعی تمہاری آواز واقعی بہت خوبصورت ہے! ہے نا حمزہ؟" ذوہان نے جیسے تائید چاہی۔

"پتہ نہیں میں دراصل گانے نہیں سنتی وہ تو آپ لے آئے تو میں یہاں بیٹھ گئی۔ ورنہ مجھے تو گانوں میں کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے۔ زخرف نے ابھی کیا گایا مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا کیونکہ میرا دماغ وہاں نہیں تھا۔ میں تو بس اس تلاوت کا سوچ رہی تھی جو میں نے لاسٹ ٹائم سنی۔ زخرف کا گانا کب شروع ہوا اور کب ختم مجھے اندازہ ہی نہیں ہوا!"

وہ طنزیہ سا مسکرائی اور ایک نظر زخرف پر ڈالی جس کے ماتھے پر حمزہ کی اس بات کو سننے کے بعد بل آگئے تھے۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے؟ کوئی گانے سننا کیسے چھوڑ سکتا ہے؟ گانے تو مجھے سکون دیتے

ہیں۔۔۔ خوشی دیتے ہیں اور مزا بھی۔ یہ سوچتے ہوئے اس نے ایک نگاہ اپنے گٹار پر ڈالی اور سوچا 'میوزک چھوڑنے کا مطلب اپنے گٹار کو بھی چھوڑ دینا۔ اور اس گٹار کو بجانا چھوڑنا تو بہت دور کی بات ہے میں تو اس کے اوپر ایک نشان برداشت نہیں کر سکتی۔ بارش کے موسم میں جب تک اس کو نہ بجالوں بارش کا وہ مزا ہی نہیں آتا! نہیں نہیں بھی میرا اور میوزک کا ساتھ کبھی نہیں چھوٹ سکتا!' اس نے جھر جھری لیتے ہوئے خیالوں کو جھٹکا اور واپس سے مسکرانے لگی۔ ذوہان، حمنہ کو یہاں لانے کی وجہ سے بظاہر شرمندہ نظر آ رہا تھا۔ اسی دوران کیف بولا۔

"امپوسیبیل! آپ یہاں موجود تھیں اور آپ کو پتہ ہی نہیں کہ زخرف نے کیا گایا۔ آپ جھوٹ بول رہی ہیں۔ ایسا ہو ہی نہیں ہو سکتا!" حمنہ کیف کی طرف سے اس جوابی حملے کیلئے تیار نہ تھی۔ اسی لئے آنکھوں کے کٹوروں کو فوراً پانی سے بھر لیا۔ ہمدردیاں بٹورنے کا سہمہ اچھا ہوتا ہے!!!

"اوہو کیف! تم بیوقوفوں جیسے باتیں مت کیا کرو اور حمنہ تم اس کی باتوں کا برانہ ماننا یہ ایسے ہی بکو اس کرتا ہے۔ ابھی دیکھنا تم سے معافی مانگے گا۔" زخرف فوراً اٹھ کر حمنہ کے پاس گئی اور اس کو تسلی دی جو مسلسل آنکھوں میں انگلیاں مار کر آنسوؤں کو زبردستی باہر نکالنے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔ زخرف نے کیف کو دیکھا جو اس کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو 'میں نے کیا کہہ دیا ہے بھی!' لیکن پھر زخرف کی کھا جانے والی نظروں کو دیکھا جس نے چیخنے والے انداز میں کہا۔

"معافی مانگو کیف!"

"س۔۔۔ سوری!" اس نے بس اتنا ہی کہا۔

"اٹس اوکے کوئی بات نہیں۔ تم میرے چھوٹے بھائیوں جیسے ہو۔ تم معافی کیوں مانگ رہے ہو؟" حمنہ نے بناوٹی لہجے میں اپنی آنکھوں سے نہ نکلنے والے آنسوؤں کو دوپٹے کے پلو سے صاف کرتے ہوئے کہا۔ کیف نے دل ہی دل میں

سوچا تو یہ بات اپنے منہ سے پہلے پھوٹنی تھی۔۔۔ ڈرامے باز کہیں کی! زخرف ٹھیک کہتی ہے اب اس کو صرف 'حمنہ' کہوں گا آئی بڑی حاجن! ہنسنہ!"

"چلو اب میں اس سانگ کو اپلوڈ کر دیتے ہیں تمہارے انسٹاگرام کے پیج پر!"

ذوہان اب تک لیپ ٹاپ سے فون میں گانا سنیں کر چکا تھا۔ اور اب اس نے اس گانے کو 'انانیس سنکر' کے نام سے بنائے گئے پیج جس پر تقریباً دس ہزار فالورز تھے اور جس کے بائیو میں '@saz managed by' لکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی ساتھ یہ لکھا ہوا تھا

Ways to my heart

1. Buy me food

2. Make me food

3. Be food

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

پر اپلوڈ کر دیا۔

"یہ دیکھو ہو گیا اپلوڈ!" اس نے موبائل کی سکرین کو اس کے منہ کے سامنے کر کے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے فضول کا ہی پیج بنایا ہوا ہے۔ میں تو کئی ماہ تک اس کو نہیں کھولتی!" وہ خفگی سے بیڈ پر آلتی پالتی کیے بیٹھی اور کہا۔ ابھی ذوہان کچھ کہتا ہی کہ حمنہ نے ٹانگ اڑاتے ہوئے کہا۔

"زخرف تم مجھے اپنا کوئی ڈریس دے دو گی؟ میں ان میں کفر ٹیبل نہیں ہوں۔ مجھے پتہ ہوتا کہ میں نے آج رات یہاں رکنا ہے تو میں اپنے ساتھ کچھ ڈریسز لے آتی۔" اس نے بظاہر شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

"نو پر اہلم! تمہیں جو ٹھیک لگتا ہے وہ ڈریس لے لو وارڈروب سے!" اس نے بے فکری سے کہا اور اپنا گٹار اٹھا کر ایک کونے میں رکھ دیا۔ ذہان اور کیف اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے اور حمنا بھی ان ہی کے ساتھ الماری سے ایک جوڑا نکال کر باہر نکل گئی۔



بارش کے بعد موسم مزید خوشگوار ہو چکا تھا۔ آج صبح شاہ ہاؤس میں اس وقت ناشتے کی ٹیبل پر سب ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔ اور نگزیب سربراہی کر سی پر براجمان تھے۔ ایک نگاہ اٹھا کر سب کو ناشتہ کرتے ہوئے دیکھا اور نرمی سے کہا۔

"حمنا بیٹا! آپ کی خالہ بتا رہی تھیں کہ آپ ابھی گھر نکلنے کی تیاری کر رہی ہیں آپ ایسا کریں اپنی امی کو بھی شام کی چائے پر بلا لیں۔ مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ میں سوچ رہا تھا سب کے سامنے ہی بات ہو جائے تو بہتر ہے۔" میز پر بیٹھے تمام افراد نے ایک استغہامیہ نظر اور نگزیب پر ڈالی۔ جبکہ اور نگزیب نے گود میں پڑے نیپکن کو لبوں پر تھپتھپایا اور میز پر رکھ کر وہاں سے اٹھتے ہوئے مسکرا کر بس اتنا کہا۔

"شام میں!" سب کو سمجھ آگئی تھی کہ اب اس موضوع پر شام میں ہی بات ہوگی۔

مغرب اتر چکی تھی اور عشاء ہونے کو تھی۔ تاریکی آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی۔ اسی میں ہم شاہ کاؤس کے ڈرائنگ روم میں آئیں جہاں بیچ (beige) رنگ کے خوبصورت صوفوں پر اس وقت شاہ کاؤس کے تمام لوگ جمع تھے۔ حمنا کی امی 'تبسم' بھی آچکی تھیں اور اس وقت وہ بھی سب کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔ اب اور نگزیب نے ہاتھ اٹھا کر مسکراتے ہوئے سب کو خاموش کروایا۔ ان کی آواز میں تحکم تھا، رعب تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ ان کے لبوں پر سچی مسکراہٹ میں نرمی اور محبت بھی تھی۔

"آپ سب کو آج یہاں اکٹھا کرنے کے پیچھے ایک انتہائی اہم مقصد ہے۔ میں بات کو طول دیئے بغیر بات کرنا زیادہ پسند کروں گا۔" اب انہوں نے اپنا رخ زبیر کی طرف کیا جو ان کے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے ہاتھ پر نرمی سے ہاتھ رکھا جو ان ہی کو دیکھ رہے تھے۔

"زبیر! میں آج تم سے تمہاری سب سے قیمتی چیز کو مانگنے جا رہا ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ تم انکار نہیں کرو۔" کمرے میں اس وقت سب کی دھڑکنوں کی آوازیں گونجنا شروع ہو گئیں۔ حمنا سمجھی جبکہ زخرف ٹکٹی باندھے اور نگزیب کو دیکھ رہی تھی۔ جبکہ رضیہ اور تبسم کو ساری بات کا اندازہ ہو چکا تھا تب ہی نظروں کا تبادلہ ہوا اور رضیہ نے شرمندہ سی ہو کر نظریں چرائیں۔

"جی جی بھائی کہیں!" زبیر نے بس اتنا ہی کہا اور ایک نظر عابدہ کو دیکھا جو آنکھوں میں چمک لئے زبیر کو ہی دیکھ رہی تھیں۔ خدیجہ کو بھی اور نگزیب کی بات سمجھ آچکی تھی تب ہی آرام سے صوفے سے ٹیک لگائی ٹانگ پر ٹانگ رکھے، چائے کے کپ کو لبوں سے لگا کر دو گھونٹ بڑے۔

"میں اپنے بیٹے ذوہان کیلئے تمہاری بیٹی بلکہ تم سے زیادہ وہ میری بیٹی ہے 'زخرف' کا ہاتھ مانگتا ہوں۔" اور نگزیب نے مان سے کہا۔

زخرف کی آنکھیں منہ حیرت سے کھلا، آنکھیں پھٹیں، رنگ فق ہوا۔ حمنہ کا ایک لمحے کیلئے دل دھڑکنے بند ہوا اور اس نے گردن کو تیزی سے گھما کر ذوہان کے چہرے کے تاثرات دیکھنے چاہے اور ذوہان کو دیکھ کر اس کا چہرہ یوں ہو گیا جیسے کسی نے سفید پیٹ کی بالٹی منہ پر گرا دی ہو۔ 'سفید بالکل سفید!' ذوہان اپنے دانتوں کی نمائش سے پرہیز کر رہا تھا لیکن اس کے چہرے کی رنگت میں دنیا جہان کی سرخیاں گھل گئی تھیں۔ وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ یہ ساری بات اس کی رضامندی سے ہوئی ہے۔ حمنہ نے اس کو تاسف سے دیکھا اور وہاں پڑاپانی کا گلاس اٹھا کر غٹا غٹ پی گئی۔

کیف حمنہ کی اس حرکت کو نوٹ کر کے دل ہی دل میں جو اندازے لگا رہا تھا وہ بالکل درست تھے۔ وہ اس کو دیکھ کر طنزیہ مسکرایا لیکن اس کی یہ حرکت کسی نے نوٹ نہیں کی۔ رضیہ کی آنکھیں غصے سے لال ہو چکی تھیں اور وہ اپنی بہن سے نظریں ملانے کے قابل نہ رہی تھیں۔ کمرے میں بیٹھے کچھ لوگ خوش تھے، کچھ حیران اور کچھ کی کیفیت فالحال ناقابل بیان ہے۔

"بھائی! ذوہان اپنے گھر کا بچہ ہے۔ شریف ہے اور پڑھا لکھا بھی۔ میں نے ہمیشہ سے کسی ایسے ہی داماد کی خواہش کی ہے۔ لیکن.....!" اب کہ وہ کچھ رکے۔

"لیکن مجھے ایک دفعہ زخرف کی رضامندی پوچھنی ہوگی اور وہ میں یوں سب کے سامنے نہیں بلکہ میں اکیلے میں پوچھنا چاہوں گا۔ امید کرتا ہوں آپ میری بات کو سمجھیں گے۔ اس لئے مجھے تھوڑا وقت چاہیے۔" زبیر نے مان سے کہا۔

"تم سے پہلے وہ میری بیٹی ہے اور میں اس کے ہر فیصلے کا احترام کروں گا۔" اور نگزیب نے اپنائیت سے کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ زخرف کا جی چاہ رہا تھا وہ اس منظر سے اٹھ کر کہیں غائب ہو جائے۔ اس لئے وہ فوراً وہاں سے اٹھی اور سب سے نظریں چراتی اپنے کمرے کی طرف بھاگنے والے انداز میں گئی۔

(جاری ہے)



سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب